۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعی

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لیئے
ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کے لیئے
الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیئے

فصل اوّل

غزل ہمہ اوست مضمون توحید

ہر شکل میں ہر شان میں ہر آن میں میں ہوں
نقشہ ہے یہی صورت انسان میں میں ہوں
نقشے کو جو دیتا ہوں یہ نقشا ہے میرا
جن دیو پری نقش سلیماں میں میں ہوں
ہر ذرہ میں ہر قطرے میں ہر بحر میں بر میں
بستی میں بہاروں میں بیاباں میں میں ہوں
نوری ہوں نہیں ناری ہوں نہیں آبی ہوں نہیں خاکی
بالنفس ہوں بے نفس دل و جاں میں میں ہوں
دیوانہ ہوں نادان ہوں فرزانہ ہوں لیکن
بے ہوش ہوں اور ہوش کے امکاں میں میں ہوں
بے رنگ تو ہر رنگ میں بے رنگ میں رنگ ہوں
ہے عشق میرا نام گلستاں میں میں ہوں
آنکھوں کا ہوا نور بنا دل کی جلا ہوں
کہتا بھی ہوں اور سنتا صدا کانوں میں میں ہوں
توریت کا انجیل کا شیدا ہوں ولیکن
معشوق صفت صورت قرآں میں میں ہوں
میں کفر ہوں اسلام ہوں اچھا ہوں برا ہوں
عیسائی میں ہندو میں مسلماں میں میں ہوں
ہے کون اگر سامنے دوئی چیز ہی کیا ہے
مرجع ہوں میں ہر جنس کا ہر جا میں میں ہوں

القصہ ہر اک چیز میرے زیر نگین ہے — میں بھوت بلا بنتا ہوں شیطان میں ہوں
دیکھا یہ ہمہ اوست کا مضمون ہے زاہد — میں کچھ بھی نہیں ہوں تو ہر اک شے میں نہاں ہوں

تم نے بھی سنا واعظ و شوقی کا ترانہ
سب لے خون چلا عشق کے میدان میں ہوں

حمد باری تعالےٰ

حمد لا انتہا اوس خداوند لم یزل و لایزال کو کہ جسکا نور ہر ذرہ و ہر قطرہ میں ظہور پذیر اور ہر پردہ چشم میں نہان اور ہر جسم فانوس خیالی میں مانند شمع روشن و تابان اور مصداق نحن اقرب الیہ من حبل الورید کے یہ وجود سب سے نزدیک اور سب سے دور وہی تو ہے تمام مخلوق کا وجود وحدہٗ لا شریک ان اللہ علی کل شی قدیر ہے۔ اشعار

ذرہ میں وہاں وہی قمر ہا — ہے شمس گر نظر میں
پوشیدہ تماشیاں ہیں کسکی — چمکیں ہیں جو کسوت بشر میں

اور درود نامحدود اوس نبی برحق پر کہ جو تمام نبیوں کا سردار حبیب پروردگار خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور صلوٰۃ اوسکے تمام اصحاب کبار و اہلبیت عظام بزرگان دین پاک شریعت متین پر کہ جو پہیلانے والے دین اسلام اور راہ حق بتانے والے تمام جہان گمراہان کے ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔ اما بعد یہ عاصی خاکپائے اہل عرفان محمد حبیب علی خان ابن احمد علی خان صاحب المعروف مولانا کاظم شاہ صاحب مولود خوان بہ تخلص شوقی دہلوی حال وارد جبل پور بہ ناظرین

والاتمکین کی خدمت میں یوں عرض پرداز ہے کہ بندہ کو مولود خوانی و کتب
بینی کا نہایت شوق اور صحبت فقرا و علمائے پابند شرع متین سے [illegible]
از حد ذوق ہے لہذا اسی شوق و ذوق میں پیشتر بھی دو کتابیں مسمّیٰ
اوصاف محمدی و مجموعہ شہادت چار یار تصنیف و تالیف
کرکے طبع کیں چنانچہ اب جو چند ان کتب نظر سے گذریں تو سبحان اللہ
صلی علیٰ از حد دل خوش ہوا لیکن جو غور کیا تو تمام کتب نثر ہی نثر سے
بھری ہوئی ہیں تب خیال ہوا کہ فی زمانہ شائقین نظم کے از حد مشتاق
رہتے ہیں اور علمائے کرام کو بھی بغیر نظم کے دلچسپی کم ہوتی ہے ایسا
ہونا چاہئیے کہ جس سے مولود خوان فیض پاتے رہیں اور ناظرین و شائقین
بھی لطف کلام اوٹھاتے رہیں یہ خیال دل میں پیدا ہوتے ہی فوراً قلم
ہاتھ میں لیا اور لکھنا شروع کیا اس کیقدر تو کتب ہائے مذکورہ کی نقل اور
کچھ اپنے ذہن ناقص سے بہ توفیق الٰہی اور موقعہ بموقعہ نظم حسب حال کی ہے
اسپر تو کلام مع بیان کو جدا کرکے تین حصہ تیار کئے حصہ اول محفل مولود
المعروف گلزار شوقی ۔ حصہ دوئم کرامات غوثیہ المعروف تحفہ شوقی ۔
حصہ سوئم کتاب مسمیٰ نظارہ بہار شوقی ۔ الغرض اس طور پر یہ چار جلد تصنیف
تصنیف و تالیف کرکے طبع کرائے گئے امید ہے کہ جو صاحبان ان تصنیف
کی سیر کریں اگر سہواً خطا معاف کرینگے اس عاصی کے حق میں دعائے
خیر کریں آمین آمین یا رب العالمین

[illegible] نعت — [illegible] حق دل
نام احمد ہے احمد گو نشاں سے ہویدا ہے — توحید سے تو یہ ہے عرفان ہے تو یہ ہے
انسان جو آپ اپنے صاحب نظر ہوتا — خالق کے دلربا کی پہچان ہو تو یہ ہے

لیے انتہا بحر رحمت میں غرق ہو جاتے ہیں کہ بہتے کیا کہا تھا اور خدا کے
کیے گئے مقبول بندے اس طبقہ میں ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے جاتے
ہیں اولیاء اللہ جنکی شان میں لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون وارد ہے اکثر
و بیشتر بلکہ عموماً اس طبقہ میں ہیں اور ہوتے رہیں گے اور یہ سلسلہ تا قیام
قیامت بلکہ تا ابدالآباد یونہی جاری رہے گا شعر

در گردون نیست خالی از ولی — گہ ولی باشد خفی و گہ جلی

غرض کہ انسان کو خلافت الٰہی کا منصب تو اوسی دن سے عطا ہو گیا جس
دن سے اسکی بنیاد قائم ہوئی بلکہ اسکے بنانے کی وجہ منظوری یہی تھی کہ
اس منصب جلیلہ کی جگہ خالی نہ رہے اوس وقت کی مخلوقات موجودہ کے
ناقابل ثابت ہونے پر انسان بنایا گیا جو بہمہ وجوہ اس خدمت مخصوصہ
کا اہل پایا گیا خاصان الٰہی بعد آدم علیہ السلام کے وقت کے ہوتے
رہتے ہیں اور ان سے حسب ضرورت وقت حسب موقعہ طرح طرح کی خدمات
شکل لیے گئے مگر اس منصب کے پورے پورے اختیارات جزوی
و کلی اس انسان کامل کو عطا ہوئے جو صرف گروہ انسان ہی کا سردار
نہیں بلکہ تمام مخلوقات موجودات کا شہنشاہ و ممتاز ٹھہرایا گیا ہے اور جسکے
صدقے میں خود ساری موجودات کا ظہور ہوا ہے - مصطفیٰ گر نہ شدے بود
ہرگز وجود از عدم شدے پیدا نشدے - اوسکے خیال سے خدا کے پرتو لے انسان
لیے حقیقت مخلوق کو وہ وہ قوائے ظاہری و باطنی عطا فرمائے جو آجتک
کسی مخلوق کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکے اور جنکے واسطے تو یہی شرح کہ
ہونگے کہ جنکی وجہ سے لوٹ ہوئے اسکو نہ سمجھا گیا معنی اور اگر سلطان
نہ سمجھو تو لیجئے میں سمجھا دیتا ہوں کہ وہ شہنشاہ کونین سلطان

احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم ہین - شعر

لب چمٹ جاتے ہین کہتا ہے محمد جو کوئی　　　اور ہین نام سے بڑھکر کوئی میٹھا کیا ہے

بس یہ شان تو حضور ہی کی ہے کہ جنکی شان مین خود خالق کائنات فرماتا ہے
اے میرے محبوب اگر مین آپکو پیدا نہ کرتا تو زمین آسمان کچھ نہ ہوتا - شعر

محمد کو پیدا نہ کرتا جو خالق　　　قسم ہے خدا کی خدائی نہ ہوتی

کنت کنزاً مخفیاً سے صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا ایک گنج پنہان تھا جب
ظاہر ہونا چاہا اپنے محبوب کو پیدا کرکے اوسکے پردہ مین اپنا جمال دکھایا
پس اوسی محبوب کے پرتو سے تمام انبیائے کرام و اولیاء عظام یکے بعد
دیگرے منصۂ شہود پر جلوہ آرا ہوتے رہے حتی کہ خود آپ ہی سے ظاہر ہوکر
طالبون کو انہین آنکھون سے اللہ پاک کو دکھا دیا اور صاف ظاہر کردیا - شعر

کوئی تو دیر مین کرتا ہے بتون کی پوجا　　　اور مسجد مین فرائض کوئی کرتا ہے ادا
الغرض ایک سے ہے ایک کا انداز جدا　　　تیرے چھپنے سے پڑا دیر و حرم مین جھگڑا
تو اگر پردہ اوٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

یہ تماشہ ہے بنا سپنے تو دیکھا نہ سنا　　　نحن اقرب کہا کیون پردہ مین جا کے چھپا
خود تماشہ بنا اور خود ہی تماشائی ہوا　　　تیرے چھپنے سے ہوا دیر و حرم مین جھگڑا
تو اگر پردہ اوٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

چنانچہ اسیطرح اور اسی سلسلہ اور اسی طریقہ ظہور پذیر سے حضرت خواجہ معین الدین
چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے ظہور فرمایا اور نسب نامہ پدری آپکا اسطرح
پر ہے جو خزینۃ الاصفیا و سیر الاقطاب سے تحریر فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ
معین الدین چشتی بن حضرت خواجہ غیاث الدین احمد بن سید کمال الدین
بن سید احمد حسن - بن سید طاہر - بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید

بن حضرت امام علی موسی رضا - بن حضرت امام موسی کاظم - بن حضرت امام جعفر صادق - بن حضرت امام محمد باقر - بن حضرت سید الساجدین امام زین العابدین بن سید الشہدا شہید دشت کربلا حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام - بن حضرت مولانا مشکل کشا علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ - اور نسب نامہ مادری آپکا آئینہ تصوف نے اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ آپکی والدہ ماجدہ معظمہ مکرمہ کا نام مبارک حضرت امام الورع بنت حضرت سید داؤد بن سید موسی جون بن سید عبد اللہ محض - بن حضرت سید حسن مثنی - بن حضرت امام حسن علیہ السلام - بن حضرت مولا مشکل کشا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ

غزل

اے مرد یکہ عین علی سلطان الہند غریب نواز
اے عین عیون لم یزلی سلطان الہند غریب نواز

ہین لطف نہان سے تیرے عیان اور فیض عیان تیرے نہان
اسرار خفی انوار جلی سلطان الہند غریب نواز

اے خواجہ معین المستمدین تو جسکا معین ہون اوسکے معین
صدیق و عمر عثمان و علی سلطان الہند غریب نواز

اے ابر بہار دین تجھ سے باغ ولا ہین ہرے و بھرے
ہر ڈالی کھل پھول پھلے سلطان الہند غریب نواز

تو شمع ہدا ای نا سوق تو صبح صفا سے لا ہوتی
رہبر ابدی راہ ازلی سلطان الہند غریب نواز

دربار ہے تیرا البیلا ہر دم ہے غریبون کا میلا
اے خلق کے والی حق کے ولی سلطان الہند غریب نواز

ہم کب تک دشت غربت مین دن رات پڑے اس آفت مین

اب دم نکلا اب جان چلی سلطان الہند غریب نواز
ہر غریب رہے سیر باغ جہان مطلوب نہ عیش خلد جنان
بس دل کی یہی اک کھلجاے کلی سلطان الہند غریب نواز
یا خواجہ معین الحق والدین فی الدہر الغوثی انت معین
نعم العون لعونک یا سلطان الہند غریب نواز

کتاب تواریخ آئینہ تصوف مین بحوالہ تواریخ طریقت نامہ لکہا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز بتاریخ ۹ ماہ جمادی الاخر سن پانچسو بتیس ہجری ۵۳۲ کو بروز پنجشنبہ بوقت مغرب بمقام سنجر شہر لینا مین پیدا ہوسکے اور کتاب خزینۃ الاصفیا مین لکہا ہے کہ ولادت باسعادت آپکی سن پانچسو چھتیس ۵۳۶ ہجری مین چودہوین رجب المرجب پیر کے دن بوقت صبح صادق بمقام سنجرستان ہوئی اسی وجہ سے آپکو سنجری کہتے ہین اور چونکہ سلسلہ چشتیہ مین بیعت ہے اور چشت ایک شہر کا نام ہے جو ہرات کے قریب ہے اس زمانہ مین اسکو شافلان کہتے ہین اور یہ اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ ہے کہ چار بزرگوار ایک خواجہ ابو احمد چشتی - دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سوم خواجہ ابو یوسف چشتی - چہارم خواجہ قطب الدین مودود چشتی - اس چشت نگر کے رہنے والے تھے اور اسی جگہہ آپ کے مزار مبارک ہین جسکا سلسلہ ارادت ان بزرگون سے ملتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین - غزل -

جان ہے فدا اے خواجہ دل مبتلا اے خواجہ — آنکہون مین نور خواجہ دلمین ضیا اے خواجہ
سردار اولیا ہین قطب زمان یہی ہین — پاسکے یہ دیکھی ولایت جسکو دیا اے خواجہ
کیونکر نہ قدر میری ہر اک بشر کریگا — ہر لحظہ ہے زبان پر وصف و ثنا اے خواجہ
ہر دم یہی دعا ہے یارب کسی طرح سے — ہووے نصیب مجھکو دید لقا اے خواجہ

اجمیر کی تمنا دل مین بہری ہوئی ہے | اجمیر جلد مجھکو یارب بلائے خواجہ
سارے جہان کے گرد جانباز اور فدا ہون | دیکھین اگر ذرا بہی ناز و ادائے خواجہ
لازیب ہین وہ سلطان اجمیر جنکی جا ہے | رتبہ یہ کس نے پایا کہئے سوائے خواجہ
کیا تاب ہے قلم مین طاقت کہان یہ ہم مین | شمہ بہی لکھہ سکین گر وصف و ثنائے خواجہ
ملتا ہے بس اسی کو جا ہے جسے دلائے | اللہ دے اوسکو جسکو دلائے خواجہ
کیا خوف عاقبت ہو محشر کا ڈر کسے ہو | ہوئیگا حشر میرا زیر لوائے خواجہ

حافظ کو کچھہ نہین ہے اب خوف دین و دنیا
لکھتا ہے مدح صابر وصف و ثنائے خواجہ

روایت آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ جسوقت میرا لڑکا معین الدین میرے شکم مین آیا اُسیوقت سے میرا گھر تمام دنیا کی خیر و برکت سے بہر گیا اور میرے تمام دشمن مجھہ سے محبت کرنے لگے اور مجھے سچے خواب نظر آنے لگے اور فرماتی ہین کہ جب میرے معین الدین کے تن مین جان آئی تو آدہی رات سے لیکر سوا پہر دن چڑہے تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر کرنے کی آواز آتی تہی اور پیدائش کے بعد بہی آپ کا یہی معمول تھا۔ اور فرماتی ہین کہ جسوقت معین الدین پیدا ہوئے تو میرا گھر تمام نور سے بہر گیا غزل

جمال خاص یزدانی معین الدین اجمیری
سراپا نور رحمٰنی معین الدین اجمیری
ز دیدم مثل تو کس را اگر گویم مثال تو
بصورت مصطفےٰ ثانی معین الدین اجمیری
اگر عشق خدا باشد تو اے طالب بیا بنگر
خدا بینی خدادانی معین الدین اجمیری

شہ ہندوستانی گوہر دریائے رحمتی
سراپا گنج عرفانی معین الدین اجمیری

خداوندا بدہ توفیق حافظ را کہ ہر ساعت
ببیند روئے نورانی معین الدین اجمیری

روایت ہے کہ خواجہ صاحب نے گیارہ برس تک کنارہ عاطفت والدین میں نہایت ناز و نعم سے پرورش پائی۔ چونکہ آپکے والد بزرگوار اکثر اصفہان اور ملک خراسان میں رہا کرتے تھے جسوقت خواجہ معین الدین گیارہ برس کے ہوئے تو آپکے والد شہر عراق کی طرف تشریف فرما ہوئے اور وہاں جاتے ہی انتقال فرمایا اوسی شہر میں آپ دفن کئے گئے اور اسی سال میں آپکی والدہ ماجدہ نے بھی اس دنیا ناپائدار سے رحلت فرمائی گیارہ برس کے سن میں آپنے مادر و پدر یعنی یتیمی کا لقب پایا آپکے بھائیوں نے جو کچھ سرمایہ تھا تقسیم کر لیا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز کے حصہ میں بھی ایک باغ آیا۔

غزل

مظہر نور دین معین الدین ‫ ‬ آفتاب زمین معین الدین
خواجۂ خواجگان ہندوستان ‫ ‬ بے گمان بالیقین معین الدین
میں تو ہوں آستانکا خاک نشیں ‫ ‬ تو میرا دل نشین معین الدین
المدد المدد کہ تیرے سوا ‫ ‬ کوئی میرا نہیں معین الدین
در فردوس پر ہو آپکا ہاتھ ‫ ‬ اور یہ آستین معین الدین
وہ جہاں ہیں وہیں ہے دل میرا ‫ ‬ میں جہاں ہوں وہیں معین الدین

داغ تیرا ہی دم بھرے جائے
تا دم واپسین معین الدین

(بیان سفر کرنا طالب مولا ہو کر اول مرتبہ)

روایت ہے کہ جب عمر شریف آپکی گیارہ برس کی ہوئی اور آپکے والدین کے انتقال کے بعد مال کا کچھہ حصہ تقسیم ہو چکا اور آپ کے حصہ مین ایک باغ نہایت عمدہ میوہ جات کا آیا تو آپ اکثر اوسی باغ پر فضا مین تشریف لیجایا کرتے تھے اگرچہ آپ ولی مادرزاد بزرگ والانژاد تھے مگر اسباب ظاہر آپکا دنیا سے دون کے ترک کرنے کا سبب کتب معتبرہ مین یون لکھا ہے کہ ایک روز آپ حسب معمول اوسی باغ مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت خواجہ شیخ ابراہیم قندوزی مجذوب بحکم ربی اوس باغ مین رونق افروز ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز نے مجذوب صاحب کی نہایت تواضع کی اور ایک خوشہ انگور تر و تازہ مجذوب صاحب کو دیا مجذوب صاحب نے وہ تازہ انگور تناول فرمائے اور بکمال خوش ہو کر اپنی گلیم مبارک سے ایک ٹکڑا کہل کا نکالکر اور تہوڑا اسکو چبا کے حضرت خواجہ بندہ نواز کو نہایت شفقت اور عنایت سے عطا فرمایا اور آپکے دہن مبارک مین ڈالدیا بس کہانے کے ساتھہ ہی آپکے دل سے دنیاوی لذت جاتی رہی اوسیوقت خواجہ صاحب نے باغ وغیرہ اور تمام مال و اسباب راہ خدا مین دیدیا اور طلب خدا مین سیاحی و سفر اختیار کیا ۔ غزل ۔

جو کامل ہو تو ایسا ہو کرامت ہو تو ایسی ہو
جو ہادی ہو تو ایسا ہو ہدایت ہو تو ایسی ہو

عطا کی دولت دین آن واحد مین ہزارونکو
جو داتا ہو تو ایسا ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو

دکہائی ایسے بیدین کو رہ دین آن واحد مین
جو رہبر ہو تو ایسا ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

ولی اللہ لاکہون ہوگئے فیضان صحبت سے
جو عارف ہو تو ایسا ہو ولایت ہو تو ایسی ہو

طلب جو کچھہ کیا رستم نے بخشا عین رحمت سے

جو مولا ہو تو ایسا ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

خزینۃ الاصفیا مین لکھا ہے کہ اوّل آپ سمرقند کو تشریف لے گئے وہان حضرت حسام الدین بخاری کی خدمت مین رہکر قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری سے بہرہ ور ہوئے پھر عراق کی طرف ارادہ کیا وہان سے بغداد شریف تشریف فرما ہوئے اثناء راہ مین قصبہ نجان حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ العزیز سے ملاقات ہوئی اور فیض حاصل ہوا اور وہان سے کوہ جودی پر تشریف لے گئے کوہ جودی پر حضرت غوث الثقلین قطب ربانی محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر پیران سید محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی قدس اللہ سرہٗ العزیز یاد الٰہی مین مشغول تھے اونکی خدمت سے مشرف ہوئے اور فیض باطنی پایا وہان سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جیلان کو تشریف اور تھوڑے عرصہ کے بعد جیلان سے بغداد تشریف لے گئے اور بغداد شریف مین جبتک مدت حضرت غوث پاک کی ہم صحبت رہے اور فیض حاصل کیا از شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی ہم صحبت رہے ازان بعد محبوب سبحانی حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور خرقہ حاصل فرمایا بعدہٗ ہمدان تشریف لے گئے اور علوم و فیوض باطنی حضرت خواجہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا بعدہٗ تبریز تشریف لے گئے اور شیخ الوقت حضرت شیخ ابوسعید تبریزی قدس سرہٗ سے فیض پایا۔ بعدہٗ اسیطرح سے اصفہان مین جاکر حضرت شیخ محمد اصفہانی اور پھر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مبارک مخزومی اور حضرت شیخ ناصر الدین اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی اور حضرت شیخ عبید الو احمد

قدس سرہم سے بہت فیض حاصل فرمایا اور بہم صحبت رہے۔ بعدہٗ حضرت
شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں پہنچکر تکمیل کو پہنچے
اور خرقۂ خلافت سلسلہ عالیہ چشتیہ کا پایا

غزل

تمہاری زلف سے ہے سلسلہ غریب نواز
اسیر دام محبت ہوں یا غریب نواز

معین دین سبکے دستگیر تھا جہان
غریب پرور مشکل کشا غریب نواز

نہ چین روضہ رضوان میں آئیگا مجھکو
جو یاد آئیگا کوچہ ترا غریب نواز

کرم کا آپکے امیدوار آیا ہوں
ادھر بھی اک نظر لطف یا غریب نواز

سخی و ابن سخی و ولی و ابن ولی
ظہور سلسلۂ چشت یا غریب نواز

مبارک آپکو القطر و فخری کا جامہ
امیر ہند شہ اولیا غریب نواز

کھڑے ہیں طالب دیدار سینکڑوں در پہ
نقاب عارض روشن اٹھا غریب نواز

معین مرشد و پیر و امام و راہ نما
کفیل حاجت شاہ و گدا غریب نواز

تمہارا عشق ہے مرہم جراحت دل
تمہارا درد ہے میری دوا غریب نواز

خدا نما و خدا دانی و خدا بینی
خدا رسیدہ وہم با خدا غریب نواز

برا ہوں یا کہ بھلا صورت نثار حزین
ترا غلام ہوا ہوں میں یا غریب نواز

آپکا سلسلہ طریقت یوں ہے حضرت خواجہ معین الدین مرید خواجہ عثمان
ہارونی کے ہیں کا مزار پاک مکہ معظمہ میں شریف خدا حبیب کے مکان کے
قریب ہے اور خواجہ عثمان ہارونی مرید حضرت شریف زندنی کے وہ مرید
خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار
خواجہ محمد یوسف چشتی کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے وہ مرید
اپنے والد ابو ابدال چشتی کے وہ مرید خواجہ اسحاق شامی چشتی کے وہ مرید
خواجہ ممشاد دینوری کے وہ مرید شیخ امین ابو ہبیرۃ البصری کے وہ مرید شیخ

رویدالدین کے وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے وہ مرید شیخ ابوالفیض فضیل کے وہ مرید شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید کے وہ مرید شیخ حسن بصری انصاری کے وہ مرید حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے وہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ غزل

سلطان جہان ولیون کے ولی یا خواجہ معین الدین ولی
مقبول خدا اولاد علی یا خواجہ معین الدین ولی

ہے نقش حفاظت نام ترا تعویز مجھے یہ خوب ملا
واللہ یہی ہے ناد علی یا خواجہ معین الدین ولی

یا نوح کرم چشتی لقبی دو پار لگا کشتی کو میری
طوفان بلا میں ڈوب چلی یا خواجہ معین الدین ولی

للہ خبر لو شاہ جہان اب در سے تمہارے جاؤن کہان
مین جہان پھرا ایک ایک گلی یا خواجہ معین الدین ولی

ایک جلوہ دکھا دو پھر خدا دل سوز الم نے پھونک دیا
اب آتش غم سے جان چلی یا خواجہ معین الدین ولی

اب کیجئے مجھپر فیض ذرا اس غنچۂ دل کو میرے کھلا
یہ شاخ کبھی پھولی نہ پھلی یا خواجہ معین الدین ولی

تم سرو ریاض عز و شرف تم قمری باغ شاہ نجف
تم رنگ بہار لم یزلی یا خواجہ معین الدین ولی

جب روح میری تن سے نکلے یہ گلشن باغ چشت بنے
کھل کھل کے کہے ہر ایک کلی یا خواجہ معین الدین ولی

اے ابر کرم دریائے عطا صدقے سے تیرے ہو میری دعا
مقبول جناب لم یزلی یا خواجہ معین الدین ولی
روشن ہے تمہیں سب حال دلی اک عرض وفا ہے تمسے یہی
ہو دونوں جہاں میں بات بھلی یا خواجہ معین الدین ولی

بیان پانا خرقہ مبارک خواجہ بزرگ کا اپنے مرشد سے

روایت ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مجلس خاص میں کہ اوسوقت اکثر مشایخ عظام موجود تھے حضرت خواجہ صاحب کو طلب فرمایا آپ تشریف لے گئے آپ کے مرشد نے ارشاد فرمایا کہ معین الدین وضو کر اور دوگانہ نماز کا ادا کر حضرت نے اپنے مرشد کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور قبلہ رو بیٹھے اور بموجب حکم کے اول سورہ بقر پڑھی اور پھر اکیس بار درود شریف پڑھا پھر حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے آپکا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہہ کر کے فرمایا کہ اے معین الدین میں نے تمکو خدائے عزوجل تک پہنچایا اور مقبول بارگاہ کبریا کا کیا اور تمام بال آپکے فرق مبارک کے ترا شے اور کلاہ چار ترکی فرق مبارک پر رکھی اور اسم اعظم کہ جو پیران عظام سے سینہ بسینہ چلا آتا ہے بتلایا اور کملی مبارک عطا فرمائی اور فرمایا کہ ایکہزار بار سورہ اخلاص پڑھ جب آپ پڑھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ اب سر اوٹھا کر دیکھ حضرت خواجہ غریب نواز نے جب سر اوٹھایا تو عرش معلی سے تحت الثریٰ تک نظر آیا پھر فرمایا کہ ایک ہزار بار سورہ اخلاص اور پڑھو آپ نے پڑھا اور فرق مبارک اپنا بالا کیا تو پھر دہ ہزار عالم منکشف ہوگئے پھر فرمایا کہ اب کی بار پھر سورہ اخلاص پڑھ کر دیکھ جب حضرت نے

دیکھا تو خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا کہ اب کیا نظر آتا ہے آپ نے عرض کیا کہ حجاب عظمت دیکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے معین الدین تو اپنے مقصد کو پہنچا شکر کر اور ایک اینٹ جو سامنے پڑی ہے اسکو اٹھا آپ نے وہ اینٹ اٹھائی تو سونے کی پائی فرمایا اسکو محتاج و مساکین پر تقسیم کر دی آپ نے اسیوقت تقسیم کر دی اور بیس برس تک آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے جب اتفاق سفر کا ہوتا تو آپ اپنے مرشد کے سامان جامہ وغیرہ اپنے سر پر رکھکر ہمراہ جاتے غزل۔

خواجہ دنیا و دین معین الدین ۔ کون ہے ہو تمہیں معین الدین
دین حق کے معین معین الدین ۔ نور حق بالیقین معین الدین
خواجہ خواجگان تمہیں تو ہو ۔ سرور کاملین معین الدین
آپ کا نام فضل باری سے ۔ ہو گیا دل نشین معین الدین
ہر گھڑی آپ کا تصور ہے ۔ گور ہوں میں کہیں معین الدین
خاتم دین پاک احمدؐ کے ۔ بس تمہیں ہو نگین معین الدین
دھیان ہے روضہ مقدس کا ۔ گو پڑا ہوں یہیں معین الدین
آپ کو بادشاہ ہند جناب ۔ کون کہتا نہیں معین الدین

حافظ خستہ کی زبان پر ہے
میرے حامی معین الدین

بیان تشریف لانا حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر شریف

صاحب خزینۃ الاصفیا تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز اپنے پیر روشن ضمیر سے اجازت حاصل کر اطراف عالم میں رخصت فرما ہوئے اور سفر اختیار کیا تو جہاں آپ پہنچے قبرستان میں قیام فرماتے

اور جس جگہ آپکی شہرت ہو جاتی ہے وہاں سے آپ خفیہ چلے جاتے تھوڑے دنوں میں آپ کعبہ شریف کو تشریف لے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوکر زیارت حضرت پیغمبر خدا محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوکر اور اوس مقام متبرک میں قیام فرماکر ریاضت و شغف اشتیاق اختیار کی ایک روز روضۂ منورہ مقدسہ حضرت صلعم سے آواز آئی کہ معین الدین کو حاضر کرو خدام والا مقام روضۂ مقدسہ نے جستجو کی اور معین الدین کہکر پکارا اس مقام عالی میں اس نام پاک کے بہت سے آدمی حاضر تھے خادموں نے روضۂ منورہ پر جاکر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اس نام پاک کے بہت سے آدمی حاضر ہیں کوئی خاص بات یا نشان ارشاد ہو۔ چنانچہ مکرر ندا آئی کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ لہذا خدام بارگاہ رسالت پناہ شخص وتجسس کرکے حضرت خواجہ غریب نواز کو روضۂ منورہ پر لے گئے اوس وقت آپکا عجیب حال تھا نالاں وگریاں صلوٰۃ پڑھتے ہوئے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر نہایت مؤدب دست بستہ کھڑے ہوئے آواز آئی کہ اے قطب المشائخ آ آپ بحالت وجد اندر حاضر ہوئے اور جمال جہاں آرائے سرور کائنات مفخر موجودات رحمۃ للعالمین محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ اشعار

چاہتے ہیں جسکو بلاتے ہیں یوں | شربت دیدار پلاتے ہیں یوں
عشق کے ہم گھر کے نہ رستے ہوئے | ہم رہے ادھر کے نہ ادھر کے رہے

غرض کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین تو ہمارا دین ہے اور معین الدین ہے اب تجکو لازم ہے کہ ہندوستان کو جا اور

دہان ایک شہر اجمیر ہے اوس جگہہ ہمارا ایک فرزند بنام سید حسین جہاد کی غرض سے گیا تہا اور اوسکو کفاروں نے شہید کرڈالا ہے اور شہر مین بدستور کفر جاری ہوگیا ہے تیرے سبب سے پہر وہان شمع دین اسلام روشن ہوگی اور کفار غارت ہونگے آپنے عرض کیا کہ ارشاد عالی کی تعمیل کے لیئے بسر وچشم حاضر ہون مگر ہندوستان و اجمیر سے ناواقف ہون کس طرف جاؤن کہان قیام کرون ۔ چنانچہ حضور سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انار حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ کے سامنے رکہدیا اور ارشاد فرمایا کہ اسکو دیکہو تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ کونسا شہر ہے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اُس انار مین دیکہا تو تمام روے زمین نظر مین آگیا اور شہر اجمیر کو بخوبی تمام وکمال دیکہکر پہچان لیا اور فاتحہ خیر حضور مین پڑہکر استمداد چاہی اور حسب الارشاد حضور سے رخصت ہوکر جانب اقلیم ہند متوجہ ہوئے چالیس آدمی آپکے ہمراہ ہی مین روانہ ہوئے بعد قطع منازل ملک ہندوستان مین داخل ہوئے اور لاہور مین پہنچکر اس ماہ کامل مزاج پُرانوار حضرت مخدوم علی ہجویری لاہوری قدس سرہٗ پر معتکف رہے بعد حصول فیض باطنی لاہور سے دہلی مین رونق افروز ہوئے اور چند روز دہلی مین قیام فرماکر اجمیر شریف کا راستہ لیا ۔ غزل

اے شوکت و شان بزم سلطان الہند غریب نواز
مقبول جناب سالار ازلی سلطان الہند غریب نواز

کیا عرض کرون مین اے شاہا پوشیدہ نہین کچہہ حال میرا
سب تم پہ عیان ہے راز خفی سلطان الہند غریب نواز

کیا نام خدا ہے شان تیری ہے یاد مجہے ہر آن تیری ۔

اے روح علی وے جان نبی سلطان الہند غریب نواز
اب کوئی نہیں ہے تیرے سوا جو حال سنے مجھ بیکس کا
للہ ہو مری دادرسی سلطان الہند غریب نواز
جبتک نہ ملیگی داد میری جب تک نہ کھلے گی دل کی کلی
ٹلنے کا نہین اس در سے کبھی سلطان الہند غریب نواز
ہے عشق کی مجکو بیماری اس درد سے میری جان چلی
اب کیجے جلدی چارہ گری سلطان الہند غریب نواز
ملجائے تیرے دروازہ کی دنیا مین مجھے جاروب کشی
ہے اتنو تمنا دل مین یہی سلطان الہند غریب نواز
روتا ہے عبث اے خستہ جگر آ کرے ادب سے عرض قمر
پورے ہون سبھی ارمان دلی سلطان الہند غریب نواز

روایت ہے کہ اوس زمانہ مین راجہ پتھورا التخت نشین اجمیر کا تھا اور اسکے علم نجوم مین بہرہ کامل رکھتی تھے اوس نے بارہ سال پہلے رائے پتھورہ کو یہ خبر دی تھی کہ ایک درویش تیرے ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملادیگا اسوجہ سے رائے مذکور ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجہ کی ماں نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے بتادیا تھا۔ الغرض رائے پتھورا نے اوس حلیہ کو جابجا بھجوایا اور دیگر راجہ بابوؤں کے نام فرمان جاری کئے کہ جو کوئی نووارد اس حلیہ کے مطابق تمہارے ہان آوے بہت جلد اطلاع اوسکی کرو بلکہ بہ حفاظت وحراست روانہ اجمیر کردو۔ القصہ اکثر راجہ جو اوسکی مطیع اور فرمان بردار تھے در پے تلاش آپکے رہے جب کہ آپ قطع منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ حوالہ پٹیالہ مین پہنچے تو رائے پتھورا کے

آدمی جو وہاں موجود تھے اونہوں نے خواجہ صاحب کو دیکھا اور حلیہ سے پایا کہ
آپکو فریب دینا چاہا اور التماس کرنے لگے کہ اگر ارشاد ہو تو آپکے قیام کے لیئے
کوئی جگہہ تجویز کریں وہاں آپکو ہر طرح کا آرام رہے گا۔ حضرت خواجہ صاحب نے
مراقبہ کیا تو دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ اے معین الدین
ان لوگوں کی بات ہرگز نہ ماننا انکی نیت میں شر ہے یہ سنکر خواجہ صاحب
نے اُن لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ درویش کو خدا کے سوا کسی سے
غرض نہیں بعد اسکے جو واقعہ آپنے مراقبہ میں مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی
سے ظاہر کیا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوئے بعد طے منازل کے حضرت خواجہ
بزرگوار معہ اپنے چالیس خدام کے علانیہ تشریف لائے اور کوئی اثنائے راہ
میں متعرض و مزاحم ہوا حتی کہ آپ اجمیر شریف میں بتاریخ دسویں ماہ محرم الحرام
سن پانسو اسٹھ ہجری میں رونق افروز ہوئے اور شہر کے باہر ایک پیپل
کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اتفاق سے وہ جگہہ راجہ اجمیر کے اونٹوں کے
بیٹھنے کی تھی اونہیں ایک آدمی نے آواز دی کہ یہاں راجہ کے اونٹ
بیٹھا کرتے ہیں تم اور جگہہ پر اٹھ حضرت نے فرمایا کہ راجہ کے اونٹوں سے
ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہتے وہ بیٹھے رہیں گے یہ فرما کر آپ اُٹھ کھڑے
ہوئے اور معہ چالیس خدام ہمراہی کے بالائے اناساگر اوس مقام پر گئے
جہاں اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے
ٹہرے آپکے ہمراہیوں میں بعضوں نے شکار کے کباب طیار کئے اور
سیر کرتے ہوئے تالاب اناساگر پر جا نکلے اوسوقت کنارہ تالاب کے
بتخانہ تھے تین سو پچاس پجاری اون بتخانوں میں رہا کرتے تھے اور
تین من تیل کی روشنی راجہ اجمیر کی جانب سے تھا تو کوئی ہر شب کو

غرض کہ پہول روشنی وخوشبوئیں وغیرہ میں صدہا روپیہ صرف ہوتا تھا
حضرت کے ہمراہیون نے ارادہ طہارت کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے
اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون نے واپس آکر تمام حال تالابون کا
اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت خواجہ کے بیان کیا آپ نے
فرمایا اللہ مددگار ہے ادہر تو آپنے یہ فرمایا اور ادہر قدرت الٰہی نے اپنا
رنگ دکہایا کہ جسوقت راجہ کے اونٹ اپنے اوسی مقام پر آئے سب کے
سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے اونکو ایسا پکڑ لیا کہ ساربانو اور اوٹون نے
ہرچند چاہا مگر کسی طرح اونٹ زمین سے نہ اوٹھ سکے جب اوٹھانا چاہتے
تھے تو کہال اور گوشت اون کا زمین پر چمیٹ جاتا تھا کسی طرح نہ چہوٹتا
تہا اسیطرح ایک رات دن گذر گیا اور وہ اونٹ نہ اوٹھ سکے تو ساربانو
نے راجہ سے جاکر اطلاع کی راجہ نے ساربانون سے کہا کہ تم درویشون
سے جاکر اونکی خوشامد اور منت وسماجت کرو اونہین کی بددعا سے
یہ اونٹ بیٹھ گئے ہین اور اونہین کی دعا سے کہڑے ہوجاینگے ہم اس امر
مین کچہہ نہین کرسکتے - آخرکار ساربان آپکی خدمت فیض درجت مین گئے
اور حاضر ہوکر عذر خواہی کی اور بکمال انکساری اپنے قصور کی معافی مانگی
تو حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ جسکے حکم سے اونٹ بیٹھ گئے تھے
اوسیکے حکم سے کہڑے بھی ہوجاینگے ساربانون نے وہان سے آکر جو دیکھا
تو سب اونٹ کہڑے تھے یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی کافرون نے ہجوم کرکے
باہم صلاح ومشورہ کیا اور راجہ پتہورا کے پاس جاکر راجہ کو بہکایا کہ کچھ
فقیر درویش مسلمان آئے ہین اور تالابون کے قریب مقیم ہوئے ہین ان کا
ہونا یہان پر کسیطرح مناسب نہین ہے کیونکہ ہمارے مذہب کے بالکل

خلاف ہے۔ چنانچہ راجہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ درویشون کو وہان
سے اوٹھائین پس جسوقت راجہ کے ملازم حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ
قریب گئے اور سختی کے ساتھ الفاظ کہنے لگے تو حضرت خواجہ نے
دہن سے تہوڑی خاک اوٹھاکر اوسپر آیۃ الکرسی پڑہکر اون ملازمان کی
جانب پہنکی اونمین سے کچہ آدمی تو دیوانے ہوکر بہاگ گئے اور جس قدر
لوگون پر خاک پڑی جسم خشک ہو کر گر پڑے جو بہاگ گئے تہے اونہون
نے راجہ کے پاس جاکر سب حال بیان کیا دوسرے روز بہر اہل ہنود
نے جو راجہ اجمیر کی طرف سے بتخانے مین بہ سپردگی رام دیو مہنت سرغنہ
کے تعینات تہے ہجوم کثیر کرکے حضرت پر یورش کی جسوقت آپکے قریب
پہنچے سب کے بدن پر لرزہ آگیا خوف وہیبت سب پر طاری ہوگیا کانپنے
لگے رام دیو مہنت کہ جو سردار اور سرگروہ اس جماعت کا تہا نکل کر حضرت
کے قدمون پر گر پڑا اور قدمبوس ہوکر آپکے دست حق پرست پر توبہ کی
اور مشرف بہ دین اسلام ہوا اور پہر خود رام دیو نے لکڑی اور اینٹین
فراہم کرکے اوس جماعت کی طرف پہینک پہینک کر منتشر کرکے بہگا دیا
آپنے ایک قدح پانی نوش کرکے رام دیو مہنت کو دیا اُس پانی کے
پیتے ہی دل رام دیو کا آئینہ کی طرح صاف ہوگیا اور انوار ربانی اوس کے
سینہ پر تابش کی اور وہ آپکا مرید ہوگیا آپ نے اوسکا نام شادی دیو رکہا
اور کمال کو پہنچا دیا۔ واضح ہو کہ شادی دیو بزبان ہندی بمعنی فرحت
دہندہ کے ہین۔ چنانچہ راجہ اجمیر آپکی اس کرامت کا حال سنکر کہنے لگا کہ یہ
جماعت ساحرون کی ہے کوئی بڑا جادوگر کا گروہ ان کا مقابلہ کرسکتا ہے
پس راجہ نے جے پال نامی جوگی جادوگر جو فن جادوگری مین بڑا طاق بلکہ شہرۂ

آفاق تھا اور اس فن مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا طلب کرکے آپکے مقابلہ کو بھجوایا

غزل

ہو تم مقبول سبحانی معین الدین اجمیری
کرو دشوار آسانی معین الدین اجمیری

در دولت تمہارے پر رکھے ہی خلق اپنا سر
کرین شیر آکے دربانی معین الدین اجمیری

تمہین ہو ہند کے والی تمہین ہو چشتی عالی
تمہین سردار لاثانی معین الدین اجمیری

فرید الدین قطب الدین نظام الدین نصیر الدین
تمہارے دوست ہین جانی معین الدین اجمیری

تمہارے عرس مین شاہا برستا نور ہے ہر جا
کرون کیا دُر افشانی معین الدین اجمیری

کہے سے آپ کے طالب نکر نا نفس پر غالب
نظر ہو جائے رحمانی معین الدین اجمیری

روایت ہے کہ جوگی جے پال ساحر ڈیڑہ ہزار چیلے پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو اژدر لیے لیکر کہ جن پر ہر ایک ساحر سوار اور ہر ساحر فن ساحری مین جے پال ثانی تہا اپنے اپنے سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا جب آپکو یہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجے پال بڑے زور شور سے واسطے مقابلہ کے چلا آتا ہے تو پہلے آپ نے وضو کیا اور اپنا عصائے مبارک ایک خادم کو دیا کہ ہماری جگہہ کے آس پاس اس عصا سے ایک لکیر زمین پر بطور حصار کے کردے کہ اسکے اندر انشاء اللہ تعالے جادو کچہہ اثر نکریگا نہ کسیکو کچہہ ضرر پہنچیگا غرض کہ دور تک حصار کہینچا گیا جسکے اندر تمامی خدمت گذار بیٹھ گئے کہ یکایک غول کا غول ساحروں کا نمودار ہوا اور انواع انواع کے سحر کرنے لگے یہان تک کہ کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر نہ ہوا تو ان پندرہ سو چکر کو ایکبارگی آپکی طرف پہینک مارا اگرچہ وہ بہی سب رد ہو کر وبال جان ساحرون کے ہو گئے

اور جسقدر اژدہار آتش فشان تھے سب زمین پر سر مار مار کر مر گئے کہتے ہیں
کہ راجے پال جوگی کے چیلوں میں تاثیر جادو اس درجہ تھی کہ جو کوئی جادوگر لڑتا
یا کوئی اس سے مدد طلب کرتا تو اپنے چیلوں کو جانب مخالف بھیجتا وہ
سو سو کوس تک معلق ہوا میں جا کر دشمن کو قتل کرتے تھے آخرکار جادو
گروں کی جماعت نے کنارہ حوض اناساگر کے اس ارادہ سے قیام کیا کہ اس
چشمہ کے پانی سے آپ تک پانی نہ جانے دیں گے آپ نے رام دیو مہنت
نومسلم جسکا نام شادی رکھا تھا فرمایا کہ جس طرح ہو ایک قدح پانی کا اس
تالاب میں سے بھر لا چنانچہ شادی دیو بہ تعمیل ارشاد قدح لیکر کنارہ تالاب
اناساگر کے گیا اور قدح تالاب میں سے بھرنے لگا تمام پانی اس تالاب
کا قدح میں آگیا تالاب میں ایک قطرہ پانی کا نہ رہا اور قدح بھی پر نہ ہوا
تالاب ایسا خشک ہو گیا کہ گویا اسمیں پانی ہی نہ تھا - لہذا آپکا کل خرچ
پانی کا اوسی قدح سے ہوتا تھا اور پانی قدح سے کم ہوتا تھا اور اس قدح
میں پانی بھرنے سے علاوہ تالاب اناساگر کے جس قدر کنوے تھے سب کا
پانی خشک ہو گیا یہاں تک کہ جانوران شیرخوار و مستورات نوزائیدہ کا دودھ
خشک ہو گیا اب تو یہ حال ہوا کہ شدت تشنگی سے جانور اور چھوٹے بڑے
آدمی بیتاب ہو گئے بلکہ بہت سے دشمن مارے پیاس کے مر گئے راجہ بھی
یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوا۔

غزل

حقیقت میں سر ہندوستان خواجہ ہی خواجہ ہے
علمداری ہے خواجہ کی یہاں خواجہ ہی خواجہ ہے
فلک منزل ملایک آستان خواجہ ہی خواجہ ہے
تجھے اے دل دہان لعل جہان خواجہ ہی خواجہ ہے

پکارے گر کوئی آفت مین کرتے ہین مدد اوسکی
معاون اور معین خستگان خواجہ ہی خواجہ ہے
نہین ہے شمع گل پر شیفتہ پروانہ و بلبل
چمن مین انجمن مین دلستان خواجہ ہی خواجہ ہے
مبارک ہو در فردوس کی رضوان کو دربانی
در دل کا ہمارے پاسبان خواجہ ہی خواجہ ہے
بلائین دست مژگان سے نہ لین کیون مردم دیدہ
میری آنکھون کے پردے مین نہان خواجہ ہی خواجہ ہے
نہ ہم ہم ہین نہ تم تم ہو نہ اپنا ہے نہ بیگانہ
اگر آئینہ بھی دیکھا عیان خواجہ ہی خواجہ ہے
نبی کی آل اولاد علی حسین کے دلبند
خدا آگاہ عالی دودمان خواجہ ہی خواجہ ہے
معین الدین چشتی کے ہین زیر حکم سب اشیا
سلیمان کی طرح سے حکمران خواجہ ہی خواجہ ہے

القصہ جب راجہ پتھورا اور جیپال جوگی نے یہ حال دیکھا اور تمام آدمی بسبب نایابی پانی کے قریب ہلاکت کے پہنچے عاجزی کرنی شروع کی حضرت خواجہ نے اجے پال جوگی سے فرمایا کہ اوس قدح کو اوٹھالا ہر چند اجے پال نے ارادہ کیا کہ قدح اوٹھاؤن مگر قدح نہ اوٹھا نہایت لاچار ہوا آپ نے فرمایا کہ یہ قدح مردان خدا کا ہے سحر اور جادو نہین

مردان خدا خدا نباشند　　لیکن ز خدا جدا نباشند

جوگی اجیپال عرض کرنے لگا کہ مخلوق خدا شدت تشنگی سے ہو رہی ہے آپ

اپنے کو فقیر کہتے ہین فقیر رحیم و کریم ہوتے ہین مقتضائے دریا دلی یہ ہے
کہ بندگان خدا کو پانی دیا جائے حضور نے جو یہ باتین جوگی جیپال سے
سنین شادی سے ارشاد فرمایا کہ اُس قدح کا پانی جو تالاب مین
سے لایا ہے اسمین ڈال دے شادی دیو نے بموجب حکم حضور کے اُس
قدح کا پانی تالاب اناساگر مین ڈال دیا پانی کے ڈالتے ہی زمین
سے پانی جوش کہا کر ابلا تالاب لبالب ہو گیا۔ غزل۔

تم واقفِ حکم خدا اے جہان سلطان الہند غریب نواز
تم کاشف سب نہان و عیان سلطان الہند غریب نواز
ہے حکم تمہارا حکم قضا ہر شاہ تمہارے در کا گدا
لازیب تمہین ہو شاہِ شہان سلطان الہند غریب نواز
جس شخص کی تم امداد کرو دم بھر مین اوسے دل شاد کرو
او سپر ہی ہو افضل رحمن سلطان الہند غریب نواز
گردون کی سدا اہین ظلم و ستم آیا ہے شہا حرماں مین دم
کب تک مین کرون فریاد و فغان سلطان الہند غریب نواز
کرتا ہون اگر عرض مطلب و اللہ خیال ہے پاس ادب
مرا حال حضور پہ سب ہے عیان سلطان الہند غریب نواز
جس پر ہو نگاہ لطف و کرم سب دور ہوا اوس کا رنج و الم
سکہ ہے تیرا دنیا مین رواں سلطان الہند غریب نواز
یہ تیرا دلی خادم افعال سے اپنے ہے نادم
تیرے ہاتھ ہے چارۂ درد نہان سلطان غریب نواز

کتاب مونس الارواح سے اس طرح منقول ہے کہ ایک روز قاحب سے

پتھورا نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور باعث دولت اقبال اُس جن کے طفیل سے اپنا جانتا تھا بمجرد تشریف آوری حضرت خواجہ صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہو کر اعتقاد لایا اور آپنے نام اوسکا عبداللہ عرف شادی رکھا اوسدم آپنے اوس جن کو حکم چھاگل لانیکا دیا شادی جن چھاگل اوٹھا لایا آپنے اوس چھاگل سے تھوڑا پانی تالاب اناساگر و سیلہ کیطرف ڈالدیا حکم الٰہی سے کل چاہ و چشمے پُر آب ہو گئے اور بھی آپنے دعا کی کہ راجہ کے اونٹ او ٹھ کھڑے ہوئے یہ مشاہدہ اس کرامت سے جو بہ ضرورت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئے اور ایمان لائے جن سے مخالف کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہو کر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش اس جن کی اور خدمت گذاری اجے پال کی کری خزانہ کثیر ان کے اصراف مین خرچ کیا لیکن حیف ہے کہ ان سے کچھ بھی مطلب نہ نکلا آخر کار اجے پال جوگی نے عرض کی کہ آپنے بارگاہ ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام والا تک آپکی رسائی ہے آپنے فرمایا کہ اول جو بات تو نے حاصل کی ہے وہ دکھلا اوسوقت اجیپال نے پوست آہو کو ہوا پر ڈالا وہ مرگ چھالا ہوا پر بچھ گیا بعد اسکے حبس دم کر کے ایک جست کی اور اوس پوست پر جا بیٹھا یہ حال دیکھکر پتھورا اور اوسکے ہمراہی بہت خوش ہوئے۔ جسوقت اجیپال فلک پر پرواز ہوا تھا تو حضور مراقبہ مین تھے جب کچھ عرصہ گذرا ارشاد ہوا کہ اجیپال کہان تک پہنچا خدمتگذاروں نے عرض کیا کہ برابر ایک چڑیا کے دکھلائی دیتا ہے یا دو گھڑی بعد ایک شخص نے عرض کی کہ اب نظروں سے غائب ہو گیا اوس وقت حضور نے اپنی نعلین چوبین کی طرف اشارہ کیا فوراً اون ہوا ہو گئیں اور رفتہ رفتہ اجیپال تک پہنچکر سر کوبی شروع کی آواز ضرب

اور شور و فریاد و بیداد جیپال کی عاجزین نے سنی آخر کار زود ضرب کرتی
ہوئین اوسکو زمین پر لائین۔ غرض اجیپال قدم مبارک پر گر گیا امان چاہی

اے مرے خواجہ پیارے بے خبر — خواجہ عثمان کے دلارے بے خبر
چھوڑ کر یہ آستان جائین کہان — ہو چکے ہین ہم تمہارے بے خبر
آپڑی کشتی میری گرداب مین — تم بنا کسکو پکارے بے خبر
اے ظہور نور حق بندہ نواز — قبلہ و کعبہ ہمارے بے خبر
ہون پیاسا شربت دیدار کا — ساقی کوثر کے پیارے بے خبر
تم بنا ہے کون میرا دستگیر — عرش اعظم کے ستارے بے خبر
عشق نے پہونکا ہے سارا تن بدن — اٹھتے ہین دل سے شرارے بے خبر

ہر طرف سے پھر پھرا کر یہ فقیر
آپڑا در پر تمہارے بے خبر

روایت ہے کہ جب حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو سرکوبی سے منع فرمایا
جوگی اجیپال عرض کرنے لگا کہ اب امیدوار اس بات کا ہون کہ حضور بھی اپنا
رتبہ عالی دکھائین۔ آپ نے وہین مراقبہ کیا اور روح پر فتوح نے عالم بالا کو عروج
کیا چونکہ جیپال نے بھی بہت کچھ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل
کی تھی اوس نے بھی مراقبہ کیا اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت خواجہ
کے چلی جب قریب آسمان اول کے پہونچے حضور کی روح مقدس تو بالائے
آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال کی روح آسمان کے نیچے رہ گئی مطلق راہ
نہ ملی اوسوقت پھر عاجزی و زاری شروع کی آپ نے ترحم فرمایا اور ہمراہ خود عالم
بالا کو لے گئے اور زیر عرش برین پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت خواجہ بزرگ
کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے سے اوٹھا لیا گیا پس تعظیم اور ادب

فرشتگان ملاء علی کا حضور کی روح کے ساتھ جیپال کی روح نے کرتے دیکھا
سبب ندامت ہوئی جبکہ روح منور نے اوس جگہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور
آسمان اول تک واپس آئی دوسری بار پھر ارادہ عروج کیا جیپال نے بھی
ثانیاً استمداد ہمراہی رکاب چاہی اور یوں گویا ہوئی ؎

برقع کو ٹک اوٹھادے قربان تیرے خواجہ ✢ مکھڑا مجھے دکھادے قربان تیرے خواجہ
یہ تجھسے التجا ہے حق تک رسائی ہو کے ✢ وہ تو بتادے قربان تیرے خواجہ

عرض کی کہ مجھکو یہان تنہا نہ چھوڑئیے بلکہ یہ کہ حضور کے ہمراہ رہکر قدرت کے
عز جل وعلی کی دیکھون آپنے فرمایا کہ تو لایق سیر اون مقامات کے
اوسوقت ہوگا جب صدق دل سے خدا اور اوسکے رسول پر ایمان
لاویگا۔ اجیپال نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا کہ مین مسلمان
ہوتا ہون لیکن امیدوار اسبات کا ہون کہ تا قیامت زندہ رہون آپنے
دعا کی اور دست مبارک اجیپال کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی
تو زندہ رہیگا اجیپال کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا
اوسوقت حضور کی روح نے روح جیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہان تک
کہ قریب عرش اعظم کے پہنچے۔ الغرض عجائب وغرائب آسمانون کے ملاحظہ
فرما کر مراجعت کی آپ نے چشم حق بین مراقبہ سے کھولی کہ جیپال کلمہ طیب کہتا
ہوا حضور کے قدمون پر گرا اس عرصہ مین واسطے حق و باطل کے ایک خلقت
جمع ہو گئی تھی جب یہ حالت اجیپال کی راے پتھورا نے دیکھی سخت حیران
اور از حد پشیمان ہو کر اپنے گھر گیا کہتے ہین کہ اجیپال ابتک زندہ ہے اور
کوہستان اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ شریف کیواسطے
آیا کرتا ہے زمانہ جاہلیت مین جس مقام پر کہ رہتا اور کھڑے کھڑے ریاضتین

کرتا تھا اب تک اجمیر کے غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور نام اوس
عبداللہ بیابانی مشہور ہے اکثر مردمان نواحی اجمیر کے سنا ہے کہ ہم راستہ
تھے عبداللہ بیابانی نے ہمکو راستہ بتایا اور بعضوں نے وقت شب
درگاہ شریف کے دروازے بند ہو جاتے ہین اوسے جو گیانہ وضع سے او
آستانہ مین جاتے ہوئے دیکھا ہے الغرض راجہ اجمیر نے یہ حالات وکرا
حضرت خواجہ غریب نواز قدس اللہ سرہ العزیز کے سنے اور دیکھے تھا
منفعل اور نادم و خجل ہو کر شہر کو واپس چلا گیا اور آپ سے کچھ مزاحم کسیطرح
کا نہ ہوا آپ نے اوس مقام پر قیام فرمایا اور ہدایت خلق اللہ مین مشغول
ہوئے۔ ایک روز آپ نے راجہ اجمیر کو بہت ہدایت کی مگر اوس کے قلب
پر کچھ اثر نہوا فرمایا کہ تو کسیطرح باز نہ آئیگا جا تجکو لشکر اسلام انشاء اللہ تعالیٰ
قتل کر دیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے عرصہ مین حضرت سلطان شہاب
الدین بادشاہ کو عالم رویا مین آگاہ کیا اور حکم دیا سلطان نے چڑھائی کی او
دہلی و اجمیر کو فتح کر کے راجہ پرتھی راج کو قتل کر کے واصل جہنم کیا اور اوس کے
لڑکے بتھورا کو زندہ گرفتار کر کے اسلام کا ڈنکا بجایا اور دین اسلام پھیلایا غزل

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز

یا واقف راز خفی وجلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ خرد ہون ہوش ہین گم

دشمن ہین بے آزار وہی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تمہین سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی

ہو داد طلب کی دادرسی سلطان الہند غریب نواز

مشتاق عیش و طرب سے لے پھر لیا دن رات کے غم نے گھیر لیا

سب دور ہون میرے رنج دلی سلطان الہند غریب نواز

سینہ ہوا میرا خمخانۂ عشق دل او جگر پیمانۂ عشق
اسے عاشق زار خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس دریا کی قسم
آیا ہون بیئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری زبان کیا میرا بیان مین ہیچمدان تم پر قربان
کہتے ہیں ملائک تمکو سبھی سلطان الہند غریب نواز

یہ داغ کہان تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نواز

شجرۂ طیبۂ قادریہ ۱۳۲۵ ہجری اجمیر شریف

سلسلہ خلافت داد مولانا کلن شاہ صاحب شوکی دہلوی حال
... پوری و اجمیری ملقب عطیہ حضرت محمد فخر عالم صاحب جناب پیر دستگیر
... مشفق میر مجیبی قادری یہ محمد افتخار عالم شاہ - ہونہار شاہ محمد فخر عالم مجیبی
قادری غفر اللہ عنہ - الہی بحرمت راز و نیاز واقف علم خفی و جلی سلطان
المشایخ واقف ظاہری کاشف باطنی حاجی حرمین شریفین زائر روضہ
رسول الثقلین حضرت مولانا شاہ طالب حسین صاحب حسینی قادری
... اللہ - الہی بحرمت باقی باللہ اسرار الاسرار معانی حضرت شاہ ... چشتی
... قدس اللہ سرہٗ - الہی بحرمت حضرت سلطان العارفین زبدۃ ...
... المسلمین نائب جناب سید المرسلین قطب الاقطاب مولانا شاہ
... الرحمٰن ... - الہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس اللہ سرہٗ

الہٰی بحرمت حضرت سید شاہ غلام دوست صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت قطب الاقطاب سید شاہ عبد اللہ بالشوی قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ عبد الصمد صاحب حق نما قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ ہدایت صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ امان اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ ابراہیم بھکری صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت ابراہیم صاحب ملتانی قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ فرید صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ جلال الدین صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ سید محمد صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ بہاالدین صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ ابوالعباس صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ حسن صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ سید علی صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ سید احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ سید محمد قدس اللہ سرہٗ۔
الہٰی بحرمت حضرت شاہ سید ابو صالح صاحب قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت عبد الرزاق صاحب سید اولاد حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس اللہ سرہٗ
الہٰی بحرمت حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی رضی اللہ

الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید المبارک المخزومی صاحب قدس اللہ سرہ۔
الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علی الہنکاری صاحب قدس اللہ سرہ۔
الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی صاحب قدس اللہ سرہ۔
الہٰی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد صاحب بن عبدالعزیز تمیمی قدس اللہ سرہ
الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی صاحب قدس اللہ سرہ۔
الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی صاحب قدس اللہ سرہ
ایک۔ نوٹ۔ یہ تین بزرگوار کے نام بوجہ ملنے شجرہ مذکور بوسیدہ کے
دو۔ سمجھ میں نہیں آئے جن صاحب کو خدا توفیق نیک
تین۳ عطا کرے وہ اس کتاب میں ترتیب وار لکھدیں والسلام
الہٰی بحرمت حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی صاحب قدس اللہ سرہ
الہٰی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری صاحب قدس اللہ سرہ
الہٰی بحرمت حضرت علی موسیٰ رضا صاحب صلوٰۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب صلوٰۃ اللہ علیہ۔
الہٰی بحرمت حضرت امام جعفر صادق صاحب صلوٰۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت امام محمدؐ باقر صاحب صلوٰۃ اللہ علیہ۔
الہٰی بحرمت حضرت امام زین العابدین صاحب صلوٰۃ اللہ علیہ۔
الہٰی بحرمت حضرت امام حسین صاحب شہید دشت کربلا صلوٰۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ اولیا امیرالمومنین علی ابن ابوطالب صلوٰۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے شفیع الوریٰ امام الہدیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

گناہان از امت دولی　　بیا مرز وانجا بش بے خیر گردان

آمین آمین یارب العالمین۔

اسم ہائے ہمراہیان وشاگردان مع چار خلیفہ خاکسار مولانا کلن شاہ شوؔ مولودخوان بچےپوری مولف تالیف کتاب ہذا بنام محفل خواجہ۔ نام اول منشی امیر محمدؐ صاحب امیرؔ خلیفہ دوم منشی فتح محمدؐ صاحب طوفی

خلیفہ سوم محمد خان صاحب گارڈ

خلیفہ چہارم مظفر علی عرف کلن خورد صاحب شاگرد رشید۔

نام ہمراہیان مولود شریف

محمدؐ حفیظ اللہ صاحب ۔ میر احمد علی صاحب ۔ میر احمد علی صاحب ثانی محمد حفیظ اللہ صاحب ثانی۔ شہاب الدین صاحب ۔ مرزا محمد بیگ صاحب عبدالرحمن صاحب ۔ محمد عبدالکریم صاحب مفنط ۔ مولا بخش صاحب میر گوہر علی صاحب ۔ رحیم بخش صاحب ۔ عبدالکریم صاحب ثانی روشن بیگ صاحب ۔ یاسین خانصاحب ۔ برخوردار محمدؐ۔
عبدالرزاق صاحب ۔ محبوب علیخانصاحب عرف میاں کلّو پسر احمد نذ فیض محمد صاحب ۔ لعل خان صاحب اجمیری۔ قربان بیگ عرف کلن۔ نام ہمراہی شریک اسمین کرے۔ کس لئے محفل ہے خواجہ صاحب کی۔

فصل دوم بیان اکل حلال مین

نقل ہے کہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے جب محبت خدا کا مزہ پایا اور اکل حلال کو جی للچایا تب لذت اور حکومت دنیا سے دفعتہً دل گھبرایا تو یکبارگی حب دنیا اور سلطنت کو چھوڑ خیال کیا کہ خراسان مین اکل حلال میسر نہوگا ملک

عراق کو گئے اور اوسکے چارون طرف پھرے کہین اکل حلال نملا لاچار ہو کر ملک طرطوس کو گئے وہان پر باغبانی دس درہم ماہواری کی اختیار کی ایکدن مالک باغ باغ مین آیا اور انار شیرین طلب کیا حضرت ابراہیم جلد ایک انار سامنے لائے وہ ترش نکلا کہ ہمنے شیرین انار منگایا تھا کہ ترش پھر آپ اور خوش رنگ انار میٹھا سمجھکر لائے اتفاقاً وہ بھی کھٹا نکلا پھر تو مالک باغ نے ترش ہو کر کہا کہ شیرین انار کیون نہین لاتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے ناخوش ہو کر بکمال شیرین کلامی سے کہا کہ صاحب مین کیا جانون شیرین کونسا ہے اور ترش کونسا ہے مین میوہ رکھنے کا نوکر ہون یا میوہ کھانیکا یہ سنکر مالک نے ازروے طعن کہا کہ تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور میٹھے کھٹے کو اب تک نہین جانتا ایسا کیا تو ابراہیم ادہم ہے جو ایسی دیانت داری اور پرہیزگاری مین دم مارتا ہے پس یہ سنتے ہی آپنے نوکری چھوڑ دی اور کنجی باغ کی پھینک دی مالک نے اوسوقت جانا کہ یہی ابراہیم ہین پھر اوس نے ہرچند معذرت اور خوشامد کی آپنے قبول نہ کی اور فرمایا پہلے تو ضروری تھی اور اب بزرگی ہے۔ ہم محنت کا کہاتے ہین تقوی وطہارت کو نہین بیچتے پھر آپ وہان سے ملک شام کو گئے وہان شفیق بلخی سے ملاقات ہوئی کہا اے برادر ابراہیم کیا حال ہے۔ فرمایا کیا کہون اکل حلال کی تلاش مین شہرون شہرون جنگلون جنگلون پہاڑون پہاڑون مارا مارا پھرتا ہون کہین میسر نہین آتا۔ حکایت نقل ہے ابراہیم ادہم سے کہ ایکمرتبہ مین نے نماز عشا بیت المقدس مین پڑہی جب سب نمازی چلے گئے اور رات زیادہ گئی دو فرشتے آسمان سے اوترکر محراب کے پاس کھڑے ہوئے ایک نے کہا کہ یہان کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے دوسرا بولا کہ ہان ابراہیم ادھم ہے کہا وہ

ابراہیم ادہم بلخی کہ ہزار جانکاہ سے درجہ ولایت کو پہنچا تھا اور ذراسی لغزش
مین اس درجہ سے گر پڑا افسوس ہے اُسکے حال پر دوسرے نے کہا وہ کونسی
لغزش تھی کہا کہ ایک مرتبہ اوس نے شہر بصرہ مین چھوارے خریدے تھے
اور ایک چھوارا زمین سے اوٹھا کر اپنا جانکر کھا لیا بہ اک اتفاق سے اوس
درجہ سے گر گیا یہ سنتے ہی مین روتا چیختا بہزار خواری و زاری بصرے مین
پہنچا چھوہارے والے سے چھوارے لیکر اوسکو واپس دیئے اور اوس سے اپنا سب
احوال مفصل بیان کیا اور پہلے اوس ایک چھوارہ کھا لینیکا بہی اوس سے اپنا
قصور معاف کرا کر پہر بیت المقدس مین آیا اور بعد نماز عشا کے اوسی طرح
سب لوگ چلے گئے اور رات زیادہ آئی وہی دو فرشتے بطور سابق کے آئے
ایک نے کہا کچھہ یہان بو باس آدمی کی سی آتی ہے دوسرے نے کہا کہ ہان
ابراہیم ادہم ہے بولا کہ وہ ابراہیم ادہم جو اپنے درجے سے گر گیا تھا اور پہر گریہ و
زاری کرکے فضل الہی سے اوسی درجہ کو پہنچ گیا۔ حکایت ابراہیم شہابی
ایک بادشاہ روم سے نقل کرتے ہین کہ یہ ہدایت الہی بیٹا اوسکا مسلمان
ہو گیا۔ آپ نے یہ خبر سنکر اوسکے مارنیکا قصد کیا جب لڑکے کو یہ حال معلوم
ہوا فوراً دار الاسلام کو بہاگ گیا اور وہان عبادت الہی مین ساٹھہ برس
مشغول رہا۔ اتفاقاً بیمار ہوا مین اوس کا حال پوچھنے گیا دیکھا کہ خاک پر
پڑا ہے اور کچھہ اوسکے سر تلے دہرا ہے مجھکو کمال افسوس ہوا مین نے کہا
کہ کسی چیز کو تراجی چاہتا ہے کہا ہان انار شیرین کو بس مین یہ سنکر پاس
پیڑوں سے لکڑی کاٹنے کو کچھہ لیکر جنگل کو گیا۔ اور گٹہا لکڑیون کا لایا اور اوسکو
بیچ کر انار شیرین لیا اور جلدی سے لاکر اوسکو دیا بولا کہان سے لائے مین نے
تمام حقیقت اوسکی بیان کی کہا کہ جسکے ہتیار سے تم لکڑی کاٹ کر لائے وہ

دریافت کرو کہ وہ شخص نیک چلن ہے یا بدچلن بعد دریافت حال معلوم ہوا
کہ وہ بدچلن ہے پس اوسیوقت انار پہینک دیا کہ مین ایسے انار کو ہرگز نہ
کہاونگا پہر مین نے ہر طرح سے اُسکو سمجہایا کہ مین بہت مشقت سے لایا ہون
تمہارے دل کی آرزو تہی کچہہ خیال نہ کیا اور دلکی آرزو کو دل ہی مین مٹا دیا۔
مصرعہ۔ لسے لبسا ارزو کہ خاک شدہ۔ پہر بعد تہوڑے عرصہ کے کہا کہ
میرا دل ممشاد سے ملنے کو چاہتا ہے اوسی عرصہ مین ناگاہ کیا دیکہتا ہون کہ
شیخ ممشاد افتاں وخیزاں چلے آرہے ہین جب قریب آئے مین نے دریافت
کیا کہ آپ اپنے مقام سے کسوقت چلے تہے اور یہان سے وہ مقام کس قدر
فاصلہ پر ہے کہا سات اٹہ منزل ہے بعد نماز مغرب الہام ہوا کہ فلان جوان
بیمار تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے اوسیوقت وہان سے چلا غرض کہ جوان
اونکی ملاقات سے بہت خوش ہوا بعدہٗ جان بحق تسلیم کی۔ حکایت نقل ہے
کہ ایک متقی خراسانی اکل حلال کی تلاش مین ملک شام تک گئے وہان
کے لوگون نے کہا کہ سوائے حضرت حسن بصری کے قوت حلال کہین میسر
نہین ہوگا تم چاہو سارے جہان مین پہرو تب یہ حسن بصری کے پاس گئے
اونہون نے کہا کہ میرے پاس قوت حلال کہان مجہے لوگ فقیر جانکر کچہہ بہیجوا
دیتے ہین بعد تین دن کے حرام بہی حلال ہو جاتا ہے بقدر کہا لیتا ہون لیکن
فلان گاؤن مین ایک شخص کے پاس اکل حلال سنا ہے وہان جاؤ شاید ملجائے
وہان گئے دیکہا کہ وہ شخص ہل جوتتا ہے اور بیلون کو پانی پلا کر باسانی اون
سے تمام کام لیتا ہے سلام علیک کرکے اکل حلال اوس سے طلب کیا اوس نے
کہا کہ اگر آپ تہوڑی دیر پہلے آتے تو اکل حلال ملجاتا اب نہین رہا اتفاق
یہ ہوا کہ یہ میرا بیل دوسرے بیل سے لڑتا ہوا دوسرے کے کہیت مین چلا گیا

اور اوس کہیت کی مٹی اوسکے پاؤنمین لگی کہ میرے کہیت مین مل گئی اب ناج میرے کہیت کا قسم حلال سے نہ رہا مجبور ہون ۔

حکایت نقل ہے کہ ایک پرہیزگار نے ہرچند اکل حلال تلاش کیا میسر نہ آیا جب شدت بہوک سے مرنے لگا ناچار ہوکر جنگل مین درخت کے پتے کہانے شروع کیے جب بہت روز اسیطرح سے گذر گئے اور آنتین پیٹ کی بالکل سبز ہو گئین ایک روز خواب مین الہام ہوا کہ اب تو پاک ہو گیا اور پیٹ تیرا سب برائیون سے صاف ہو گیا۔ غزل

جمالش از درو دیوار بینم ۔۔۔ عیان در بار و در اغیار بینم
ہمہ در ما ؤ من پیوستہ دانش ۔۔۔ عیان ز عشق را بر دار بینم
یکے شد نزد من دنیا و عقبیٰ ۔۔۔ ہمو در این و آن اظہار بینم
ہون عبد و ہمون معبود در عشق ۔۔۔ کہ وصل یار اندر یار بینم
ہمہ را ذات از من شد بدیدار ۔۔۔ کہ خود را ہر زمان در کار بینم
مسلمانی من در عشق کفر ست ۔۔۔ کہ در وحدت سبحہ و زنار بینم

ولی از آتش دوزخ مخور غم
کہ چون موسیٰ جمال از نار بینم

غزل مولف

خودی کو مٹا تو خدا جب ملے گا ۔۔۔ جلا اپنا دل دلربا جب ملے گا
جلو آتش ہجر مین عشق بازو ۔۔۔ محبت کا تمکو مزا جب ملے گا
ملو نگا ہین آنکہین تو چومونگا منہ سے ۔۔۔ کہین یار کا نقش پا جب ملے گا
جو دریائے وحدت مین غوطے لگائے ۔۔۔ تو اے دل دُر بے بہا سے ملے گا
جو ڈرتے ہین مرنے سے بہولے ہوئے ہین ۔۔۔ خبر اون کو کیا ہے کہ کیا جب ملے گا

اگر ہستی سے نیست ہو جائے اے دل
تعین کا پردہ اوٹھا جب ملے گا
تو ہو فخر عالم پہ قربان شوکی
خدا کی قسم ہے خدا جب ملے گا

باب سوم بیان نفس کشی مین

حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ موسم گرما مین اکیلے سفر کو نکلے اتفاقاً راہ بہول کر جنگل مین جا پڑے جب شام ہو گئی ناچار ہو کر راہ مین پڑے رہے روزہ سے بھی تھے وہین دو رکعت نماز شروع کی پہلی رکعت مین سورہ بقر اور دوسری مین آل عمران پڑھی نفس کو بہت شاق گذرا تنگ ہو کر کہنے لگا کہ شدت گرمی مین سفر کرنا اور اسقدر مشقت اوٹھا کر بہوکے پیاسے مرنا اور شام کو بھی روزہ افطار نکرنا کیا ضرورت تہا۔ پس نفس کی یہ حالت دیکھکر کہا صبر کر اس قدر بے قرار ہوا تنے مین کیا دیکھا کہ یکایک ایک شخص خوان مین کچھ کہانا اور پانی سرد لایا بعد سلام علیک کے آگے رکھدیا کہا یہ کہائے بولا مجھکو خواب مین حکم ہوا کہ جلد اوٹھ اور جو کچھ ما حضر ہو فلان مقام پر لیکر جا کہ ایک خاص بندہ خدا نے ابھی تک روزہ افطار نہین کیا ہے پس جو کچھ حاضر تھا خدمت مین حاضر کیا پوچھا مکان تیرا کتنی دور ہے کہا کہ سات آٹھ کوس ہوگا۔ نقل ہے کہ ایکمرتبہ حاتم اصم نے اپنے شاگرد سے گوشت منگایا وہ گوشت لینے گیا دیکھا کہ ایک بزرگ گوشت بیچتے ہین کہا کہ ایک دانگ کا گوشت دیجیے اونہون نے گوشت تازہ اور زیادہ دے دیا جب وہ اصم کے پاس لایا دیکھکر بہت خوش ہوئے کہا ہر روز انہین سے لایا کر جب تمادم دوبارہ گوشت لینے گیا گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو

ہرروز گوشت کہاتا ہے کہا مین نہین کہاتا ہون بلکہ حاتم اصم کے واسطے لیجاتا ہون
تب تو اون بزرگ نے متعجب ہوکر کہا کہ حاتم بر بڑا افسوس ہے جو جی چاہتا ہے
وہی کہاتا ہے مجکو تیس ۳۰ برس گوشت بیچتے گذرے آجتک گوشت کے مزے سے
واقف نہین ہون اگرچہ لفقر مجہکو بہت تنگ کرتا ہے **نقل** ہے ابوالقاسم
قادسیہ سے کہ ایکشب قادسیہ مین رات کو اواز آئی کہ اے لوگو فلان جنگل مین
ایک اولیا اللہ کسی مصیبت مین گرفتار ہین جلد جاکر اونکی خبر لو کہ زیادہ دکہ
نہ پاوین یہ سنتے ہی سب شہر والے اُس مقام پر پہنچے دیکہا تو ابوالحسن نوری
ایک گڑہے مین پڑے ہین سب نے اونکو بکمال ادب وحفاظت کے نکالکر
سوار کرکے شہر مین لائے مین نے اپنے مکان مین اُتارا دو چار روز کے بعد
اوہون نے پہر قصد سفر کا کیا مین نے کمال ادب سے عرض کیا کہ یا حضرت
اسقدر مصیبت اختیار کرنے مین کیا حکمت ہے فرمایا مین مدت سے
جنگل مین سیر کرتا پہرتا تہا جب شہر کے قریب آیا تو میرا النفس نہایت خوش
ہوا کہ یہان ہمارے بہت دوست ہین خوب دعوتین کہاوینگے اور چین اُڑاوینگے
سب دکہ سفر کے بہول جاوینگے مجہکو اوسکی خوشی سے نہایت رنج ہوا کہ یہ حرص
دعوت کہانے کے خیال سے اسقدر اہی اوچہلتا ہے اگر پاویگا تو خدا
جانے کیا آفت وقیامت برپا کرے گا مین نے کہا قسم ہے خدائے پاک
کی کہ مین تجکو صورت بہی اس شہر کی از خود نہ دکہاؤنگا اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے ہو
نقل ہے مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایکشب مین نے خواب مین
دیکہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلان مقام پر ایک اولیا اللہ تیری ملاقات
کے مشتاق ہین مین اول تو خواب کو خیال سمجہا بعدہٗ جب کئی رات برابر یہی
خواب دیکہا پہر تو جلد اوس مقام پر گیا دیکہا کہ ایک بزرگ مسجد کے دروازہ پر

اذان کہہ رہے ہین جب وہ اذان سے فارغ ہوئے مین نے سلام علیک کی کہا وعلیکم السلام اے مالک ابن دینار مین متحیر ہو گیا کہ انہون نے میرا نام کیونکر جانا اتنے مین اونہون نے کہا کہ جسنے تمکو یہان بھیجا ہے اوسی نے تمہارا نام بھی بتادیا ہے۔ پھر بعد نماز کے مجکو اپنے گھر لے گئے اور روکھی روٹی جوکی میرے آگے رکھی مین نے کہا اگر نمک ہوتا تو اوس سے لگا کر کہاتا شیخ نے اپنے خادمہ سے اشارہ کیا وہ جلدی سے اپنا لوٹا گرو رکھکر نمک لائے پھر مین نے روٹی کہا کر شکر خدا کیا کہ الحمد اللہ مجھکو اسقدر صبر و قناعت حاصل ہے کہ نمک کو بجائے سالن کرکے مزے سے روٹی کہالی یہ سنکر خادمہ نے کہا سبحان اللہ اگر تم صبر و قناعت اختیار کرتے تو ہمارا لوٹا کیون گروین رکہا جاتا ہم ستر برس سے نمک کو جانتے ہی نہین کہ نمک کیا چیز ہے یہ سنتے ہی مالک ابن دینار نے ایک چیخ ماری اور روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے ہوئے جنگل کو چلے گئے۔

غزل

بوئے خوش تو ہر کہ ز باد صبا شنید
از یار آشنا سخن آشنا شنید

اینش سزا نبود دل حق گذار مین
کز غمگسار خود سخن ناسزا شنید

اے شاہ حسن چشم بکمال گدا فگن
کین گوش بس حکایت شاہ و گدا شنید

شہر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

ما بادہ زیر خرقہ افروزے گشتیم
کس دیر شد کہ گنبد چرخ این صدا شنید

ساقی بیا کہ عشق ندا میکند بلند
آنکس کہ گفت قصہ ما ہم ز ما شنید

بلند علیکم علین جواب است محض خیر
فرخندہ بخت آنکہ بہ شمع و رضا شنید

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

غزل

مٹ نہیں سکتی وہ تحریر اپنے ہاتھ سے
لکھہ چکا جو کاتبِ تقدیر اپنے ہاتھ سے

جو مقدر میں لکھا ہے وہ ہی ہوگا ضرور
لاکھہ ہی کوئی کرے تدبیر اپنے ہاتھ سے

نور کی صورت بنا اور نور کے سانچے میں ڈال
حق نے کھینچی ہے تیری تصویر اپنے ہاتھ سے

صاف کر دل کو ہوش سونا روپہ ہے یہی
پھینک پارس ٹے اکثر اپنے ہاتھ سے

ہے کہاں دارا سکندر اور کہاں جمشید و جم
کر گیا کیا خاک عالمگیر اپنے ہاتھ سے

حکم لیلی جو سنا خوش ہوکے دونو پاؤں میں
ڈال لی مجنون نے خود زنجیر اپنے ہاتھ سے

ضبط کہتا ہے محبت میں تامل چاہئے
جوش کہتا ہے گریبان چیر اپنے ہاتھ سے

زندگی شوق کی غنیمت جان کر یاد خدا
پھر نہیں آتا گیا جو تیر اپنے ہاتھ سے

باب چہارم۔ بیان ریاضت اور عبادت اہل اللہ میں

حکایت نقل ہے مسروق ابن الادم کی کہ وہ ہمیشہ تہجد گزارتے اور نماز میں اسقدر کھڑے رہتے تھے کہ پیر سوج جاتے تھے گھر والے یہ حال دیکھکر بہت گریہ وزاری کرتے تھے ایکمرتبہ انکی ماں نے نہایت تنگ ہوکر کہا کہ اے بیٹا اسقدر کیوں مشقت اوٹھاتے ہو اور اپنی جان ناتوان کو کس لیئے دکھہ دیتے ہو اللہ تعالی نے کیا تمہارے اکیلے ہی کے لیئے دوزخ بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ سارے جہان کے واسطے بنائی ہے۔ عرض کیا کہ بیشک آپ نے بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک لحظہ بندگی سے غفلت نہ چاہیئے آگے اوسے اختیار ہے غرض کہ جب وقت مرگ قریب ہوا زار و قطار رونا شروع کیا لوگون نے کہا تم اسقدر کیوں روتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الہی میں

گزاری کہاں ہی تو ڈرتے ہے کہ اب وقت امتحان زیان کا ہے مبادا عمر بھر کی کمائی
برباد ہو جائے اور قہر الہی سر پر آئے نیکی برباد گنہ لازم کا مضمون ہو جائے
واللہ عالم مین مستحق ثواب ہو یا لایق عذاب اسے کاش کیا اچھا ہوتا جو مین پیدا
ہی نہ ہوتا۔ شعر

کاشکے مادر نزادی مر مرا یا مرا شیری بجور دے درچرا

حکایت نقل ہے سلیمان وارانی نے کہ مین ایکمرتبہ حسب معمول نماز تہجد
مین مشغول تہا بعد فراغ غلبہ نیند سے ذرا آنکہ لگ گئی کیا دیکہتا ہون کہ ایک
حور سراپا نور نہایت شکیلہ و جمیلہ بزر و زیور و حسن و خوبی سے اراستہ و پیراستہ
اور اوسکے چہرہ کی چمک سے در و دیوار مانند آفتاب کے چمک رہے ہین
مین دیکہکر متحیر ہو گیا کہ الہی یہ نور ظہور کس سراپا نور کا ہے یہ حسن و جمال ہے
یا خواب و خیال ہے کہ کبہی ایسا دیکہا نہ سنا پہر اوس نے مجہکو پیر سے ٹہوکر
مارکر جگایا اور کہا سبحان اللہ آپ خواب غفلت مین پڑے ہین اور ہم
بہ انتظار صحبت مین کہڑے ہین یہ سنکر مین فوراً اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوسوقت
کے سونے سے تائب ہوا اللہ اللہ اوس حسین کے حسن کا وہ عالم تہا کہ
اگر وہ ذرہ بہر جلوہ اپنا عالم مین دکہائے تو تمام عالم پر عالم بے ہوشی چہا جائے
پہر بولی اسے بیتاب کیا تجہکو حقیقت اس آب و تاب کی معلوم نہین جو اسقدر
بیقراری اور اضطرابی ہے مین نے کہا بخدا مجہکو آگاہی نہین کہا ایکمرتبہ
تم گرما کے جاڑے مین تو بکمال ادب نماز تہجد پڑہتا تہا اور خوف الہی سے
بصد بیقراری و اضطراب چشم پر آب اور بیتاب تہا مجہکو حکم ہوا کہ فردوس
اعلی سے جلد جا اور اوسکے سرخ آنسو کا اپنے چہرہ پر گلگونہ لگا پہر مین نے
ایسا ہی کیا چہرہ میرا مثل آفتاب کے روشن ہو گیا جیسا کہ اب تو نے دیکہا

نقل ہے ایک عورت رابعۃ العدویہ سے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کو کہا کر
تین کہ یہ رات آخری ہے جسقدر ہوسکے یاد الٰہی کرلے کل دنیا سے کوچ ہے
سوائے حسرت کے ساتھ کچھ نہ جائیگا اسیطرح دم دلاسا نفس کو دیتے ہیں
اور سب کا دل اوس سے بخوبی لے تین بعد نماز صبح دن کو بھی ایسے ہی دم دیکر
عبادت الٰہی بہت خوشی کے ساتھ بجا لاتین جب نیند کا غلبہ ہوتا تو گھر میں
ٹہلتین اور نفس کو بہلاتین اور کہتین یہ ذرا سا سونا اور پہر اوٹھنا کس کام
کا ہے آخر بعد مرگ تا قیام قیامت خوب دل لگاکر رات دن عبادت الٰہی
مین گزارے اور کبھی سر تلے تکیہ رکھکر زمین پر بیٹھ نہ لگائی آخر اسی حالت
مین آپ رحلت کر گئین۔ اسیطرح حکایت نقل ہے رابعہ بصری کی کہ وہ
ہمیشہ شب بیدار رہتین اور چار سو رکعت نماز ادا کرتین پہر صبح کی نماز پڑھکر
کسیقدر سستی رفع کرنے کو ذرا جا نماز پر بیٹھ جاتین آنکھ لگتے ہی اوچھل پڑتین
اور اپنے نفس کو بہت لعنت ملامت کرتین کہ تو کب تک خواب غفلت
مین رہے گا کیا تجھکو خبر نہین ہے کہ موت سر پر تیار کھڑی ہے شعر
جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے حشر تک سویا کریگا خاک کے سایہ تلے
اور کرتہ موٹے کمل کا آپ پہنا کرتین لوگون نے بعد مرگ کے موجب وصیت
اوسیمین کفنا دفنا دیا کسی عورت نے رابعہ کو خواب مین دیکھا کہ ریشمین
کرتہ تکلف سے پہنے ہوئے ہین پوچھا کہ وہ کرتا کمل کا کہان ہے جواب دیا کہ
بدلے اللہ تعالیٰ نے مجکو یہ عطا کیا ہے کہا اے رابعہ کوئی ایسی بات بتا کہ
جس سے قرب الٰہی حاصل ہو فرمایا کہ یاد الٰہی سے زیادہ کوئی ذریعہ نہین
یاد ہے تو آباد ہے ورنہ برباد ہے۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ
نے سونے سے قسم کھائی چنانچہ چالیس برس تک لیٹنے کی نوبت

نہ پہنچائی جب کبھی نیند غلبہ کرتی تو زانو پر سر رکھکر ذرا سستی رفع کرتے تھے اور پھر بدستور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے جب قریب المرگ ہوئے اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگوں نے کہا ذرا دیوار سے ہی تکیہ لگا لو یا ذرا لیٹ جاؤ کہ ٹک آرام آجائے جواب دیا کہ اب مرتے وقت کیا عہد کو توڑوں اور دیوار کا سہارا لوں یہ کہکر جان بحق تسلیم کی غسل دینے والا کہتا ہے کہ بہ کثرت سجدوں کی آپ کی پیشانی پر نقش ہو گئے تھے۔

غزل

بسرت کہ جز سر زلف تو بسرم سر دگرے نشد
برخت کہ جز برخ تو گہے برخ دگر نظرے نشد

چو سگم کمین بہ سگان تو ز جملہ بے قدم و سے
بدرت کہ جز در پاک تو بدر دگر گذرے نشد

ہمہ شب ہمی گذرد مرا بخیال وصل تو تا سحر
من و آہ نالہ کہ یک شبے بوصال تو سحرے نشد

بغمت چو گریہ نمودہ ایم و ز اشک آمدہ قطرہ ہا
نہ بماند قطرہ اشک ما کہ ازان دُر و گہرے نشد

دل و جان صبر و قرار من بہ یک آمد تو ز دست رفت
متحیرم بہ چنین روش کہ بہ نظر تو خبرے نشد

غزل

گر بھلائی نہیں تو پھر کیا ہے — اور بُرائی نہیں تو پھر کیا ہے
دل میں دلبر کے عاشقو تم نے — کی رسائی نہیں تو پھر کیا ہے
مثل آئینہ دیکھ صورت کو — گر صفائی نہیں تو پھر کیا ہے
در دلبر پہ عاشقوں میں مدام — جبہہ سائی نہیں تو پھر کیا ہے

دل کو آنے گا دل لگی کا مزا ۔ گر رسائی نہیں تو پھر کیا ہے
دل ہی گھر ہے خدا کے رہنے کا ۔ خود نمائی نہیں تو پھر کیا ہے
عاشقی میں بتون کی اے شوقی
پارسائی نہیں تو پھر کیا ہے

باب پنجم بیان خوف جناب باری گریہ وزاری مین

حکایت روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ حضرت یحیی علیہ السلام خوف الہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت اور پوست رخسارون کا آنسون سے اوڑگیا تھا اور بیکار ہو گیا تھا یہان تک کہ دانت نظر آتے تھے مادر مشفقہ یہ حال اونکا دیکھکر زار زار رویا کرتین اور آنسو کا دریا بہایا کرتین لاچار ہو کر اون کے زخمون پر کپڑا رکھدیتی تھی پھر جسوقت حضرت یحیی علیہ السلام کے دل مین خوف الہی کا دریا جوش مارتا تھا آنکھون کی راہ سے نالے بہاتا تھا تو زخمون سے سب کپڑے بھر جاتے اوس زاری ذوق خوف جناب باری سے حسب ارشاد جناب مولانا صاحب کے شعر
عشق صادق برجمادی سے تند ۔ چہ عجب کہ بردل دانا زند
پتھر کے جگر پانی ہو کر بہ جاتے غرض حضرت یحیی علیہ السلام کو دن رات روتے گذرتا تھا اور مادر مشفقہ کو اون زخمون پر کپڑے رکھتے گذرتا تھا اور حضرت ذکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب یحیی علیہ السلام ہوتے تو وعظ فرماتے کو اون کو ہرگز تاب عذاب قبر اور حشر کے سننے کی نہ تھی اتفاقا ایکمرتبہ مجلس وعظ مین حضرت یحیی اسپر چادر اوڑھے ہوئے ایک طرف چھپکے سمٹے بیٹھے تھے حضرت ذکریا علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہان

یحیی ہے یا نہین چونکہ ہر ایک شخص بہ اشتیاق سننے ذکر اللہ بن ہمہ تن مصروف
تھا اور ما فیہا سے بے ہوش تھا کسی نے کچھہ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ نہین ہین
پھر آپنے وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ سے ڈرایا اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے
دوزخ مین ایک گڑہا عظیم الشان بنایا ہے اوسکا نام سکران ہے اور ایک
پہاڑ بہت بلند بنایا ہے اوسکا نام غضبان رکھا ہے اور عذاب سخت سے
کوئی پناہ نہ پائیگا وہ شخص جو خوف جناب باری سے رات دن اشکباری
مانند بارش کے کرتا رہے گا پس یکایک حضرت یحیی علیہ السلام نے اک
چیخ ماری اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے جب ذرا افاقہ ہوا
روتے چلاتے کپڑے پہاڑتے سر مین خاک ڈالتے ہوئے جنگل کو چلے اور
تمام اہل جماعت زار و نزار بیحد بیقرار روتے چلاتے اون کے پیچھے ہوئے
مگر واللہ عالم وہ اہل نظر کہان نظر سے گم ہو گئے کسیکو نظر نہ آئے پھر یہ سب
راہ گم کردہ مجبور ہوکر واپس چلے آئے تو یہان ذکریا علیہ السلام بیہوش پڑے
ہوئے چلا رہے ہین پھر تو انکو ہاتہون ہاتھ کمال حفاظت سے اون کے
گھر لے گئے پس مادر مشفقہ حضرت یحیی علیہ السلام یہ حال دیکھتے ہی دل مین
کھٹک گئین اور پریشان ہوکر پوچھنے لگین کہ اے لوگو میرا یحیی کہان ہے
سب نے وہ ماجرا واردات گذشتہ بیان کی پھر تو آپ خود لاٹھی ہاتھ مین لیکر با دل
مضطر اونکا پتہ نشان پوچھتی ہوئین جنگل کو چلین تین رات دن برابر پہاڑ و
بن مین بھوکی پیاسی ڈھونڈھتی پھرین کہین پتہ نہ لگا اتفاقاً چرواہے بکریان
چراتے نظر آئے اون سے پوچھا کہ کوئی آدمی روتا چلاتا سر مین خاک ڈالتا
تم نے دیکھا یا کہین سنا ہے کہا کہ ہان کل شام کو اس پہاڑ کی طرف سے رونے
چلانے کی آواز آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہے وامصیبتا عذاب سکران سے

اور واویلا سختی غضبان سے مجھکو نجات دے پس یہ سنکر فوراً اوس پہاڑ مین جا کر مادر شفقہ نے دیکھا کہ ایک گڑھے مین حضرت یحییٰ غمگین بیٹھے ہین اور سختی عذاب دوزخ سے واویلا کر رہے ہین مادر شفقہ نے کلیجہ سے لگا لیا اور بہت تسلی اور دلاسا فرما کے گھر لے آئین پھر گوشت روٹی اُن کے آگے رکھدی اور کہا برائے خدا و حق مادری کچھہ کہا لو اور ذرا سو لو کہ تمہارا جی ٹھکانے ہو جائے اور کلفت و پریشانی مٹ جائے کہ بہت خوار و زار جنگلون مین بھوکے پیاسے پھرتے رہے ہو حضرت یحییٰ نے بپاس مادر شفقہ کچھہ تھوڑا سا کہانا کہایا اور بہت روئے بعدہٗ کسیقدر نیند آگئی صبح کو حضرت جبریل نے آپکو جگایا اور کہا اے یحییٰ خدائے تعالےٰ پیمبر رحمت کا ملا بھیجتا ہے اور فرمایا ہے کہ خاطر جمع رکھو تم عنقریب داخل جنت ہوگے اور بخوبی تمام وہان راحت پاؤ گے اے یحییٰ اگر تو ایک نظر دوزخ کو دیکہتا تو اوسیوقت اوسکے خوف سے پانی ہو کر بہہ جاتا یہ سنکر حضرت یحییٰ بہت خوش ہوئے اور کودتے اوچھلتے جنگل کو چلے گئے پھر آپکی مادر شفقہ کو اون کا پتہ نہ لگا کہ کہان گم ہو گئے۔ نقل ہے کہ عطائے سلمی نے چالیس برس آسمان کی طرف نہ دیکھا اور نہ کسی نے انکو ہنستے دیکھا جب جوش محبت خدا مین آتے رونا شروع کرتے اور جب بادل آتا اور بجلی چمکتی تو دل بھر آتا۔ اور سارا بدن کانپتا اور ڈر کے مارے ہر دم اوٹھتے بیٹھتے اور کہتے جو آفت اور مصیبت دنیا مین آتی ہے وہ میرے ہی اعمال کی شامت سے ہے کہ سب کو خوار و ذلیل ہونا پڑتا ہے اے کاش اگر مین مر جاتا تو خوب تھا کہ سب آدمی آفت ناگہانی سے نجات پاتے جیسے سعدی علیہ الرحمۃ کسی بزرگ کا مقولہ نقل کرتے ہین۔ شعر

چہ بودی کہ دوزخ زمن پر شدی   مگر دیگران را رہائی بدی

پھر کہتے اے نفس بلاشک موت آنے والی ہے مقام تیرا قبر ہے اور گڑہا
تیری دوزخ ہے اور نگہبان تیرے نکیرین اور قاضی تیرا اللہ تعالی ہے
اور قیدخانہ تیرا دوزخ ہے اور داروغہ اوسکا مالک ہے پس قاضی ایسا
نہین دروغہ رشوت خوار نہین قیدخانہ ٹوٹنے والا نہین پھر سختی عذاب سے
نجات کیونکر ہوگی کیسے معلوم ہو کہ مین مستحق دوزخ ہون یا لایق بہشت اس
قسم کی باتین کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اتفاقاً ایک شخص خدمت
مین آیا دیکھا تو ایک گوشہ مسجد مین بیٹھے ہین اور ادہر اودہر پانی بہتا ہے
خادم سے پوچھا کیا شیخ آداب مسجد نہین کرتے جو وضو کا پانی مسجد مین
بہاتے ہین اس نے کہا یہ پانی وضو کا نہین ہے بلکہ یہ چشمہ اُنکے چشمون سے
بہتا ہے پھر بعد مرگ کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا تمھارا کیا حال گذرا جواب
دیا کہ فضل الہی کی کچھ انتہا نہین اسقدر سکھ پایا کہ سارے دکھ دنیا کے
بھول گیا اور رب العزت نے فرمایا اے میرے بندے تو کیون اسقدر
دنیا مین روتا تھا عرض کیا تیرے خوف سے ارشاد ہوا کیا تو نہین جانتا تھا
کہ اللہ تیرا رحیم و کریم ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ منصور ابن ذکین خوف الہی سے بقدر
روئے کہ جیسے کسیکا جوان بیٹا مرجائے اور رو رو کے اور چلائے کسی نے
کہا اے شیخ کیون ایسے زار زار روتے ہو کچھ تم دنیادار نہین مال و دولت
یا کچھ معاملات دنیوی سے تعلق نہین رکھتے اور خود اسی برس عبادت
مین مشغول رہے ہو شیخ نے کہا کہ عبادت سب دیکھتے ہین اور گناہ سوائے
تیرے اسکے کوئی نہین دیکھتا کیا خبر ہے کہ میری کوئی عبادت قبول ہوئی یا نہین
ہوئی اسواسطے روتا اور گڑگڑاتا ہون کہ اس بندہ ناچیز کی ناچیز بندگی قبول

فرماوے اور میرے گناہوں سے درگذر کرے یہ کہکر اپنے بیٹے کو وصیت کی وقت مرگ منہہ میرا جانب قبلہ کر دینا پسینہ منہہ پر اور آنسو آنکھوں مین جب بہتے دیکھو تو ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مدد کرنا اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ میرا خاتمہ بخیر ہوگا اور بعد دفن کے باواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑہنا کہ جواب نکیرین سے آسانی ہوگی اسکے پاس نیکی کا نام نہین آئے ہے اللہ اگر تو عذاب کرے گا تو مین اوسکے لایق ہون اور اگر تو بخشدیگا تو تو اسکے قابل ہے یہ کہکر انتقال کیا وہ بیٹا سب وصیت اونکی بجالایا پہر دوسرے روز خواب مین دیکھا پوچھا کیا حال گذرا اے باپ میرے کہا کچھہ مت پوچھہ بڑا نازک مقام ہے بروقت حساب مجھسے کہا کیا نیک کمائی لایا ہے مین نے کہا شتر دلیلین لایا ہون کہا ایک بھی قابل نہین ہے یہ سنتے ہی تہرا گیا آپ سے کہو گیا حشر کا عالم برپا ہوگیا پہر کہا اور بہی کچھہ لایا ہے مین نے کہا کہ ہان بندہ لڑائی کفار سے لڑا ہون کہا یہ بہی قابل قبول نہین کہا اور بہی کچھہ ہے عرض کیا سو ہزار درہم لا الہ اللہ دئے ہین حکم ہوا یہ بہی قبول نہین پہر تو مین بہت گھبرایا کہ اب کوئی صورت نجات کی باقی نہین جن چیزون پر بھروسہ تھا اونکا تو یہ حال ہوا بس مایوس ہوتے ہی حکم ہوا اے میرے بندے کیا تو بھول گیا کہ تو نے ایک روز راستے مین سے کانٹا اوٹھا کر ایک طرف پہینک دیا تھا اس خیال سے کہ مبادا کوئی راہ گیر ایذا پاوے اس سبب سے ہم نے تجھکو بخشدیا۔ لہذا باقی سلسلہ حکایت جلد دوم کرامات غوثیہ مین

غزل

بیکارئم و باکارئم چون مد بحساب اندر ۔ گویائم خاموشم چون نکتہ بکتاب اندر

گہ شادم و گہ غمگین از حال خودم غافل ‌ ‌ ‌ میگریم و مے خندم چون طفل بخواب اندر

دریا رود از چشمم لب تر نشود ہر گز ‌ ‌ ‌ این طرفہ تماشہ بین تشنہ است با آب اندر

از منطق و از حکمت جز عشق نہ فہمیدم ‌ ‌ ‌ چندانکہ نظر کردم شبہا بکتاب اندر

اے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی ‌ ‌ ‌ او در من و من در وے چون بو بہ گلاب اندر

در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد ‌ ‌ ‌ این سیر و تماشہ بین دریا بہ حباب اندر

غزل

ہے یہ رمز عاشقانہ جان جانا دیکھنا ‌ ‌ ‌ خود تماشائی ہے وہ اور خود تماشا دیکھنا

کون بولا تھا انا الحق کسکو کھینچا دار پر ‌ ‌ ‌ مفت مین منصور کو کرکے بہاتا دیکھنا

شمع بنکر انجمن کو کس نے روشن کر دیا ‌ ‌ ‌ بنکے بلبل کون ہے پھر گل پہ شیدا دیکھنا

قیس بنکر کون تھا صحرا مین سرگردان پھر ‌ ‌ ‌ پردہ محمل مین لیلی بنکے آنا دیکھنا

صورت فرہاد کس نے چھانے جنگل اور پہاڑ ‌ ‌ ‌ حسن شیرین مین ہی تھا جلوہ دکھانا دیکھنا

نور کیا ہے نار کیا ہے خاک کیا ہے باد کیا ‌ ‌ ‌ آب و آتش مین ہے یہ کسکا شرارا دیکھنا

صبح کیسی ظہر کیسا عصر و مغرب کیا عشا ‌ ‌ ‌ بندگی حق مین زاہد وقت کا کیا دیکھنا

راز مخفی کہہ نہ دیوے غیر سے اے دل کہین ‌ ‌ ‌ تیرا ہر دم بولنا اور یہ تڑپنا دیکھنا

عشق سے باہر قدم شوکی نہ رکھنا تو کہین ‌ ‌ ‌ کار مردانہ ہے یہ اے مردانہ دیکھنا

فصل تین بیان شادی مبارک حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ حضرت خدیجۃ الکبری بنت خویلد بن اسد کے جمال النبی

کتاب جمال النبی سے مرقوم ہے کہ جب حضرت صلعم کی عمر شریف پوری

بیس برس کی ہوئی اور بعض راوی آپکی عمر مبارک پچیس ۲۵ سال کی ہوتی تحریر
کرتے ہین کہ ابوطالب کو آنجناب کی شادی کی فکر ہوئی تو ایکدن
حضرت سے کہا کہ بیٹا اب تم ماشاء اللہ جوان ہوگئے اور مین تمہاری
شادی کرنا چاہتا ہون مگر تنگدستی سے مجبور ہون مین تمہین کچھ اونٹ
دیدون تم تجارت کرو اسمین جو خدا نفع دے اوس سے تمہاری شادی کا
سامان کرون حضرت نے فرمایا بہتر ہے مجھے کیا عذر ہے ادہر تو چچا بھتیجون مین
یہ گفتگو ہوئی اور ادہر قدرت الٰہی نے کہا کہ مین پہلے ہی اس کام کے
سرانجام دینے کو تیار ہون۔ یہ رائے ہوکر حضرت جو اپنے چچا کے
پاس سے اوٹھکر کسی ضرورت سے کہین کو تشریف لے چلے اتفاقاً
اوس راستے ہوکر نکلے کہ جس راہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ
کا مکان تھا حضرت خدیجہ مال ومنال واطراف حسن وجمال مین مشہور
ومعروف تھین اور اوسوقت تک دو عقد بھی حضرت خدیجہ کے ہوچکے
تھے مگر وہ دونون شوہر انتقال کرگئے تھے۔ اونکے انتقال کے بعد
مکہ معظمہ کے تمام امیر و تجار اپکے ساتھ عقد کا پیغام دے چکے تھے لیکن
حضرت خدیجہ نے کسی کو قبول و منظور نہین کیا تھا بلکہ کوئی شخص نظر
مین اپنے عقد کے لایق نہین آیا تھا اتفاق سے آپ اسوقت اپنے
مکان کے بالاخانہ پر بیٹھی گذرگاہ کو ملاحظہ فرما رہی تھین اوسوقت
تک پردہ کا دستور بھی عرب مین نہ تھا پس یکایک حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہان آرا پر نظر کا پڑنا تھا کہ دل کا ہاتھ سے
جاتا تھا اور بے ساختہ ایسا کچھ فرمانا تھا۔ غزل

[illegible] کبھی ادہر سے بہانے سے آجا ۔۔۔ دل کی [illegible] آنکھوں کے سامنے آجا

لے خبر جلد کہ دریائے الم میں ڈوبا
میری ڈوبی ہوئی کشتی کے سہارے آجا

میں بھی غش کھا کے گروں عشق میں مثل موسیٰ
بے حجابانہ ذرا سامنے پیارے آجا

تجھ بن اے میرے ہوں حیران و پریشان اتو
بال کھولے ہوئے زلفوں کو سنوارے آجا

شوق نظارۂ دلدار ہے ایسا غالب
دل میں تصویر ہے تم لب پہ ہے آرے آجا

جان و دل تاب و توان عین اُن صبر و قرار
میرے پیارے میرے محبوب دلارے آجا

جبکہ دلبر ہے تیرا دل ہی میں ہر دم شہود کی
پھر بھی کرتا ہے عبث وصل کے چارے آجا

لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ نے پاس بیٹھنے والی عورتوں سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ جانے والے کون ہیں انہیں سے کسی نے کہدیا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پس یہ نام سنتے ہی محبت کا دریا دل میں جوش مارنے لگا اور طبیعت نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ انکے ساتھ عقد ہونا چاہیے مگر یہ بات ابھی دل ہی میں تھی نہ باہر نہیں آئی تھی کہ حضرت تو سر راہ قدم بڑھائے ہوئے تشریف لے گئے جبتک تشریف لیجاتے ہوئے نظر آئے ام المومنین کی ٹکٹکی حضرت ہی پر لگی رہی جب نظر سے غائب ہوئے تو دل بیقرار ہو گیا طبیعت گھبرائی اور اوس مجمع میں بیٹھنے سے وحشت ہونے لگی۔

الغرض ام المومنین بالاخانہ سے اوتر کر صحن خانہ میں آئیں اور جس قدر عورتیں کہ اوسوقت آپکے ساتھ تھیں سبکو بڑی محبت اور اخلاق کے ساتھ رخصت کر کے آپ خلوت خانہ میں جا بیٹھیں اور اشعار ورد زبان کیا ہوا یہ پڑھنے لگیں اسلئے کہ عرب کا بچہ بچہ شاعر ہوتا تھا عورت و مرد اپنی کی ہر بات نظم میں ادا کیا کرتے تھے۔ غرض کہ آپ اوس خلوت میں ایسے ایسے اشعار پڑھتی تھیں اور طبیعت کو بہلاتی تھیں غزل مولف۔

یہ کسکی زلف ناگن نے میرے دلمین لیا جٹکا | کہ لا الہ الا ہو کا ہر دم چل گیا کھٹکا
اسیری سے تو کیا نسبت شہنشاہی سے بہتر ہے | جو دربان ہے تیرے در کا گدا ہو تیری چوکھٹ کا
نہ دوزخ سے ہے ڈر مجکو نہ خوف حشر ہے دلمین | کسی کے عشق نے دل سے مٹایا ہر اسب کھٹکا
کرے سارے قمر خوشبو سے اپنے وجد مین آکر | لب غنچو نے گلشن مین سنا نغمہ جو چٹ چٹکا
یہ کس نے آکے در پردہ نیا فتنہ اوٹھایا ہے | جزاک اللہ کیا کہنا ہے تیرے ایسے گھونگٹ کا
لٹا لٹکی ہوئی دیکھی جو اوسکے روئے انور پر | تو لٹ پٹ ہو گئے لاکہون غضب اس لٹکا تھا لٹکا

سنبھل کر پاؤن رکھہ شوکی یہ وہ دریائے وحدت ہے
پتہ اوسکا نہین ملتا قدم جس کا ذرا اٹکا

ادہر تو اُم المومنین کی یہ کیفیت ہے اور ادہر اس حال سے چار روز پہلے مکہ والون نے تجارت کے لیئے ملک شام کے سفر کا ارادہ کیا تھا اکثر لوگ اوسمین شریک تھے ابوطالب نے بھی اپنے قافلہ مین حضرت کے بھیجے کا ارادہ کیا تھا اسی مین حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری کا مال بھی تجارت کے لئے جانیوالا تھا مگر کسی امین کی تلاش ہو رہی تھی یہ فرما کر حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت حمزہ و زبیر بن عبد المطلب یہ تینون چچا حضرت کے جو قافلہ تجارت کے شریک جانے والے تھے اپنے بھائی ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ خدیجہ کو اپنے مال تجارت کے لئے امین کی تلاش ہے اور تم بھی اپنے بھتیجے کی تجارت کے لیئے فکر کر رہے ہو بہتر ہوگا کہ اگر خدیجہ قبول کرلے تو محمد بن عبد اللہ خدیجہ کیطرف سے امین معتبر ہو جائیں تمہین اونٹ کے لینے کی بھی ضرورت نہو یون ہی اسقدر اُجرت اور صلہ مل جائیگا کہ شادی کے لیے کافی ہوگا۔ حضرت سے بہتر کوئی امین نہین ہو سکتا اور خدیجہ کا قاعدہ ہے کہ جو امین کام دردمندی سے

کرتا ہی اُسکو صلاح معقول دیتی ہی یہ رائے ابو طالب نے پسند کی اور اُسوقت تینون بھائیونکو ساتھ لیکر خدیجہ کے مکان کو روانہ ہوئے۔ جسوقت مکانپر خدیجہ کے پہنچے تو اوسوقت ام المومنین بیٹھی ہوئی اشعار دردانگیز پڑھ رہی تھیں۔ اشعار۔

دکھا دے جو بن عرب کے والی زتیر ہجران جگر فگارم
نہیں ہے جینے کی آس تم بن اجل ستادہ بہ انتظارم
جو بیت بیتاد کہا رہی ہے یہ جان ہونٹوں پہ آرہی ہے
ہوئے ہو تم جیسے مجھسے نیارے ہین خدارا چہ بیقرارم
کہوں میں کاسے یہ اپنی بپتا کہ دیکے دلکو دکھایا دُکھڑا
لگا کے نیہہ پیا سے سکھیو چہ غم فتادہ بجان زارم
بلایا در برہ اپنے ساجن جلایا برہا اگن نے تن من
یہی ہے دن رین من میں جپنا یہ کہیئے تو کدر ندارم

الغرض اُدہر تو خدیجۃ الکبری یہ اشعار پڑھ رہیں تہین اور ادہران چارون بہائیون نے پہنچتے ہی دروازہ پر دستک دی پس دستک کی آواز سنتے ہی اُم المومنین نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ جا دیکھ دروازہ پر کون ہے لونڈی نے آنکر دیکھا تو سرداران قریش کو دروازہ پر پایا دیکھتے ہی تیز قدم واپس اندر جاکر کہنے لگی کہ بی بی عرب کے سردار سید القریش کے بیٹے آئے ہین نام سنتے ہی حضرت کی محبت نے اور بہی جوش مارا فرط محبت سے دل حضرت خدیجہ کا دھڑکنے لگا خدیجہ کرکے فرمایا فرش درست کرکے جلد اندر بلا کہانہ پیش کرو عرب کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی کسی کے یہان جاتا تہا تو اول کہانا پیش کیا جاتا لونڈی نے جلد بیٹھا فرش درست کیا پہران چارون صاحبون کے استقبال کو آئی اور بلا کر لے گئی حضرت خدیجہ نے تہ دل سے تعظیم و تکریم سے

ان چارون صاحبون کو بٹھایا پھر کھانا منگوا کر پیش کیا ان چارون صاحبون نے
قاعدہ کے موافق دو دو لقمے نوش فرمائے جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو حضرت
خدیجہؓ نے کہا اے سرداران قریش آپ نے آج کیون تکلیف فرما کر اس
غریب خانہ کو رونق بخشی اور کس ضرورت سے کرم فرمایا ہے۔ ابوطالب نے
کہا اے خدیجہؓ ہم ایک حاجت تمہارے پاس لائے ہین اور چاہتے ہین
کہ تم قبول کر لو کہنے لگین بسر و چشم ارشاد فرمایئے۔ کہا ہمنے سنا ہے کہ یہ قافلہ
تجارت جو یہان سے شام کو جانے والا ہے اسمین تم بھی اپنا مال تجارت
بھیجنا چاہتی ہو اور تمکو کسی امین معتبر کی تلاش ہے اگر ہم تمکو ایسا امین دین
کہ جو صدق و صداقت مین اپنا جواب اور دیانت و امانت مین اپنا نظیر
نہ رکھتا ہو تو تم قبول کروگی کہنے لگین اے سرداران قریش بھلا کون ایسا
ہے جو ایسے امین کو پسند اور قبول نہ کریگا مگر مجھے اُس امین کا نام بتانا
چاہئے یہ کلمہ حضرت خدیجہؓ کی زبان سے نکلتے ہی دل و جگر اوس سے لگا
اسلئے کہ ابوطالب کی تقریر سے سمجھ گئین تھین کہ یہ اپنے بھتیجے کے واسطے
کہین گے کسواسطے کہ حضرت صداقت اور امانت داری مین ضرب المثل
تھے صادق امین آپکا لقب مشہور ہو گیا تھا الغرض ابوطالب نے جواب
مین کہا ہے کہ وہ امین ہمارے لخت جگر و نور بصر محمد بن عبد اللہ [illegible]
وسلم ہین کہ اونکی صداقت اونکی امانت و دیانت تمام مشہور ہے حضرت کی
حضرت خدیجہؓ نے جو نام نامی حضرت کا سنا دل کا عجیب حال ہوا اسمین
ایسا بیقرار ہوا گویا نکل پڑیگا۔ غرض خدیجہؓ کا حال مصداق اس غزل
کے ہوگیا۔ غزل

کیا کہون کیا مین ماجرائے درد دل ۔ ہے عجب لطف آفرائے درد دل

ضبط ہو تمکو اگر اے زاہدو — حق یہ ہے حق سے ملائے دردِ دل
جب یہ کس کے عشق مین ہے سوزِ دل — کر رہا ہے ہو وہائے دردِ دل
اوسکے در پر ایک دن لیجائینگے — دیکھ لینا جزبہ ہائے دردِ دل
سوزِ دل چھیڑا جو تو نے اے طبیب — بڑھ گئی لطف قرائے دردِ دل
لطف جب ہے جاکے اوس دلدار کو — ورد ہی اپنا سنائے دردِ دل

شعلہ جان سر بہ سودہ خوشک لب
سب یہ شوکی مین ہین اے دردِ دل

مگر باہمہ حضرت خدیجہؓ نے اپنی کیفیت کو ضبط کیا اور اپنے کو سنبھال کر جواب دینے کے لیے غور کرنے لگین تو طبیعت نے کہا یہ تو عین مقصود ہے کہ حضرت اس مال کے امین ہو جائین مگر اسی سلسلہ مین وہ جمال جہان آرا پھر نظر آجائے تو کیا خوب ہے ۔ یہ خیال دل مین پیدا ہوتے ہی حضرت خدیجہؓ نے بکمال دانشمندی سے کام لیا ایسا جواب عاقلانہ اور حکیمانہ دیا کہ سبحان اللہ معاملہ معاملے کے طور پر طے ہوا نہی نہ بات جائے اور شیرین زبانی کا ذائقہ ہر دو طرف آئے کہنے لگین آپکا یہ فرمانا کہ وہ صداقت و امانت مین بے نظیر و بے عدیل امین ہے مجھکو کلام نہین بلکہ مین اس سے بھی زیادہ اونکو خیال کرتی ہون مگر صدق و صفا اور چیز ہے اور تجارت کے پیچیدہ معاملات سے سلجھنا اور سمجھنا دیگر بات ہے اسلیئے یا تو تجربہ کار شخص ہونا چاہیئے یا ایسا کوئی دور اندیش معاملہ فہم ہونا چاہیئے کہ جو ہر موقع پر اپنے فہم سے اُس معاملے کے آغاز و انجام کو دیکھکر مصلحت اور غیر مصلحت تمیز کرے مجھے آپکے ارشاد کرنے مین اور آپ کے فرمان قبول کرنے مین کوئی تامل نہین ہے لیکن یہ کام جنکی ذات سے (متعلق)

پائیگا جب تک کہ روبرو مین خود اون سے گفتگو نہ کر لون اوسوقت تک
کچھ نہین کر سکتی آپکو اس امر کا طے کرنا منظور ہو تو گو تکلیف ہوگی مگر
تھوڑی دیر کے لیے آپ انکو یہان بلوا لیجئے کہ آپ کے سامنے ہی یہ معاملہ
طے ہو جائے بات تھی معقول یہ سنتے ہی حضرت عباس بن عبد المطلب
اوٹھے اور کہا مین ابھی لیے آتا ہون حضرت عباس نے مکان مین آکر
دیکھا تو حضرت صلعم تشریف نہین رکھتے تھے آخر کوہ صفا پر پہنچے
دیکھا تو آپ وہان چادر تانے لیٹے ہوئے ہین اور ایک اژدہا نہایت
قوی حضرت کے سرہانے سر اوٹھائے ایک پتہ کسی درخت کا منہ مین
لیے آپ پر اوس پتہ کو اسطرح ہلا رہا ہے جیسے پنکھا جلا کرتے ہین حضرت
عباس نے جو اژدہا دیکھا فرط محبت سے بیقرار ہو گئے بلے تامل تلوار
نکال کر اوس اژدہے پر حملہ کرتے ہوئے ادہر سے تو انہون نے حملہ کیا
اور اودہر سے اژدہے نے اس زور سے حملہ کیا کہ حضرت عباس کو غشی
طاری ہو گئی اور بے ہوش ہو کر چت گر گئے حضرت عباس کے گرتے ہی
حضور کی آنکھ کہل گئی چچا کو بے ہوش دیکھکر اوٹھے اسی مین حضرت
عباس کو بھی افاقہ ہوا حضور نے پوچھا چچا کیا ہوا کہنے لگے ایجان عم مین نے
دیکھا کہ تم سوتے ہو اور ایک اژدہا تمہارے سرہانے کھڑا ہے مجھے برا معلوم
ہوا تلوار نکال کر مین اوسے دفع کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایسے زور سے مجھپر لپکا
کہ میرے ہوش و حواس زائل ہو گئے حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ چچا
اژدہا نہین ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ اس ہیئت کا میری حفاظت
اور خدمت کے لیئے ایسے موقع مقام کے واسطے مامور کر رکھا ہے کہ وہ اکثر
سوتے وقت جنگل مین میرے ساتھ رہتا ہے حضرت عباس نے سنکر حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر بوسہ دیا اور بہایت محبت سے آغوش مین لیا اور کچھہ اسطرح حالکا مضمون ادا کیا۔ **لغت**

نام محمد شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	ختم النبی اور باعث آدم صلی اللہ علیہ وسلم
حور ملائک کہتے ہین باہم صلی اللہ علیہ وسلم	مومنو تم بھی سب کہو ہردم صلی اللہ علیہ وسلم
معجز نمائی شق القمر ہین فرمانروائے جن و بشر ہین	خلق کے سرور باعث عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سرور دین ہین حق سے قرین ہین ماہ مبین ہین وہ مکین ہین	نور خدائے حسن مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
دین کے سلطان صاحب قرآن رحمت یزدان بو کی گلستان	وصف مین اونکی کیا کہین ہم صلی اللہ علیہ وسلم
شمس الضحی ہین بدر الدجی ہین الکہف ہین کہف الورٰی ہین	کون محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ابر سخا ہین بحر عطا ہین کان وفا ہین دین کی ضیا ہین	جوہر جان ہین مونس و ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
شرع ہے معنی اب کیا ثنا ہو ورد مین کسکا خاص خدا ہو	اللہ اللہ اسم معظم صلی اللہ علیہ وسلم

شوق کی خستہ منہہ ہے تیرا کیا وصف بیان توکر سکے اونکا
جنکا ثنا گو خالق عالم صلی اللہ علیہ وسلم

غرضکہ حضرت عباس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کچھہ صفت و ثنا کی بعد اسکے کہا کہ اے جان عم تمکو خدیجہؓ اپنے مال تجارت کا امین منانے کے لئے بلاتی ہے اور کچھہ گفتگو تم سے کیا چاہتی ہے ذرا تھوڑی دیر کے واسطے چلے چلو فرمایا بہتر ہے یہ کہکر آپ حضرت عباس کے ساتھہ تشریف لے چلے جب قریب مکان حضرت خدیجہ کے پہنچے تو ایک عجیب جلوہ قدرت الہی کا ہوا یعنی حضرت خدیجہ اور حضرت کے تینون چچا جس مکان مین بیٹھے تھے اوس مکان کے روشندان مین سے ایکبار روشنی ایسی تابان ظاہر ہوئی کہ سب چوک کے متحیر ہوگئے حضرت خدیجہ نے اپنی لونڈی سے فرمایا جاؤ دیکھو تو یہ روشنی کہان سے آئی وہ حکم سنتے ہی جو مکان سے باہر آئی تو کیا دیکھتی ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ایک نور ظاہر ہوکر شعاع آفتاب کی طرح بڑہتا ہے اور حضرت خدیجہ کے مکان کی طرف جاتا ہے وہ دیکھتے ہی تیز قدم واپس آئی اور کہنے لگی کہ بی بی جنکو آپ نے بلایا ہے وہ آرہے ہین اونکے چہرے سے ایک روشنی اوٹھتی ہے اور بڑہکر اس روشندان سے یہان آتی ہے یہ سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤن کو تو حیرت اور شادمانی ہوئی مگر حضرت خدیجہ کا حال قابل دید تھا جبکو یہ کیفیت پیش آئی ہوگی وہ جانتا ہوگا کہ عاشق کے دل کا کیا حال ہوتا ہے لہذا حضرت خدیجہ اس غزل کے مضمون پر گویا ہین - غزل -

تعالی اللہ کیا جلوہ ہو شان کبریائی کا ۔۔۔ کہ شان احمدی مین ایک عالم ہے خدائی کا

وہی قدرت خدا کی ہو وہی اعجاز احمد ہو ۔۔۔ اثران دونونمین ہو ایک سا ہی حق نمائی کا

نثر - اور جب حضرت خدیجہ کو بیقراری زیادہ ہوئی تو فراق رسول مین ایسے کچھہ اشعار زبان پر لائین اور دلکو بہلاتین - اشعار فراقیہ

غم ہجر نبی مین کیا کہون کیسی گذرتی ہے ۔۔۔ حکایت مختصر یا رب برا ہو اس جدائی کا

خداوندا دو عالم ہی بہت کچھہ پاس گر رکھتے ۔۔۔ تیرے ایک ایک شیدا کا ترے ایک سا فدائی کا

نثر - اور کبھی آنحضرت کے جمال جہان آرا کو اپنے دل کے آئینہ مین دیکھتین اور فرماتین -

عجب صنعتگری یہ کلک نقاش ازل نے کی ۔۔۔ کہ کھینچا بندگی کے صفحہ پر نقشہ خدائی کا

حسب آپکے حق کو بہی ہمکو بہی ہے لیکن ۔۔۔ یہان ہے بندگی کا رنگ وان دعوی خدائی کا

نثر - اور جب حضرت خدیجہ کو اپنے حسن و جمال کا خیال اجاتا تو اپنی سہیلیون سے کہتی کہ مین ایسی خوبصورت اور اتنی بڑی مالدار ہون یہان تک کہ اپنے نکاح کے پیغام کسیکو قبول نہ کیا اور نہ کوئی اجتک میری نظر مین میرے لائق آیا - مگر ملاشک

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات مین مجھسے بہتر اور افضل ہین
کہ اونکے حسن وجمال کے رعب نے میرے دلپر اسقدر قبضہ کرلیا ہے کہ بیان
نہین کرسکتی اور اسی میچم کے پردے مین جس کام کو آپ انجام دینگے سب
بجا اور درست ہوگا ۔ نظم

بجا ہے پردہ داری شان محبوبی کو لازم ہے
کہا سب کام پردے مین نبوت کا خدائی کا
نبی کے حسن کی ہر اک ادا نے جلوہ دکھلایا
جہان مین دلبری کا دلکشی کا دل کشائی کا
حدیث من رانی قد رالحق صاف کہتی ہے
کہ مین نے کام پورا کردیا ہے رہنمائی کا

لکھا ہے کہ ادہر تو سب اسی حیص وبیص مین تھے اودہر سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس کے ساتھ خدیجہ کے مکان مین تشریف
لے آئے اور ابوطالب کے پاس تشریف فرمان ہوئے حضرت کا تشریف
لانا اور جناب خدیجہ کے دل کا اپنے قابو سے نکلنا آپ جانتی ہین کہ کچھ
بات کہون مگر کہا نہین جاتا حضرت کے حسن کا رعب محبت کا غلبہ دل بیر
قابو کئے ہوئے ہے حیرت چھائی ہوئی ہے نہ نظر کو تاب جمال نہ دل کو
مجال خیال دیر تک سکوت کا عالم رہا ۔ خمسہ بر غزل مضطر

ذرا میرے بھلاو مین آجانا جانان ۔ لگی آگ دل کی بجھا جانا جانان
مرا دل لگی کا چکھا جانا جانان ۔ مجھے اپنا جلوہ دکھا جانا جانان
مرے دل کی حسرت مٹا جان جانان

بھوار زو دل مین خلد برین کی ۔ طالب ہو نہ کچھ آسمان وزمین کی

دلِ بے نوا تے نہ ٹھانی کہین کی نہ دنیا کی ہو کچھ خبر اور نہ دین کی
کوئی جام ایسا پلا جانِ جانان

نہ کچھ زہد برنا ہے یار مجھکو نہ زندانہ مشرب ہے درکار مجھکو
یہی دھیان آتا ہے ہر بار مجھکو مین ہون تشنۂ دیدِ دیدار مجھکو
ذرا خواب ہی مین دکھا جانِ جانان

کرے گا بھلا کب علاج اے مسیحا کرم کر کرم اب تو مجھپر خدا را
دکھا اپنا دیدار بہر نظارا مین ہون کشتۂ ناز دلدار تیرا
ذرا قم باذنی سنا جانِ جانان

نہ قاصد ہی جاتا نہ جاتی صبا ہے تری زلف کا رہین سودا ہوا ہے
مریضِ غم ہجر دیتا صدا ہے میرا خانۂ دل یہ ویران پڑا ہے
کبھی اسکو آکر بسا جانِ جانان

حسینون نے کیا دل لیا ہی نہین ہے ویا عشق مین سے کیا ہی نہین ہے
خدا جانے کیا بات ہے کیا نہین ہے کسی عشق مین وہ مزا ہی نہین ہے
تیرے عشق مین جو مزا جانِ جانان

بہت زار و مضطر ہے شوکی سنبھالو یہ سینے مین کانٹا لگا ہے نکالو
ذرا اپنے پہلو مین اسکو بٹھالو مدینہ مین مضطر کو جلدی بلالو
نہین ہند مین کچھ مزا جانِ جانان

آخر بعد تھوڑی دیر کے ابو طالب ہی نے کہا اے خدیجہ یہ میرے بھتیجے موجود ہین جو کچھ دریافت کرنا ہوان سے دریافت کرلو یہ سنکر خدیجہ نے اپنے کو سنبھالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ آپ نے بیچا آپکو میرے مال تجارت کا جو اس قافلہ کے ساتھ ملک شام کو جا نیوالا ہے

امین بنانا چاہتے ہین آپ کو بھی منظور ہے فرمایا ہان مجھے منظور ہے کہا
آپ میرے مال کی تجارت حسن اسلوبی سے کر سکین گے فرمایا کیون نہین
کہا آپ کو اونٹ کی سواری آتی ہے فرمایا آتی ہے کہا مین دیکھنا چاہتی
ہون فرمایا اونٹ منگواؤ - جاننا چاہیئے کہ اس گفتگو سے حقیقتہً حضرت
خدیجہ کو آپکا امتحان ہی منظور نہ تھا بلکہ شوق و محبت کی اقتضا سے حضور
کے دل جان باکمال کو دیکھنا اور کلام قدسی نظام کا سنتے رہنا منظور تھا
اسلیئے اپنے غلام میسرہ نام کو بلا کر چپکے سے کسی اونٹ کا پتہ دیا کہ وہ اونٹ
طیار کر لاؤ حضرت خدیجہ کے اونٹون مین ایک اونٹ ایسا قوی ہیکل
اور اتنا سرکش تھا کہ کوئی اوسپر سوار ہوتا تھا یہان تک کہ وہ اونٹ مکہ
بھر مین مشہور تھا - الغرض میسرہ بموجب حکم کے اوسی اونٹ کو تیار کر لایا
حضرت عباس نے جو اوس اونٹ کو دیکھا جھلا کر کہا کیا اس اونٹ کے
سوا کوئی اور اونٹ اسے خدیجہ نہ تھا کہ میرے بھتیجے کے پیچھے یہ اونٹ آیا ہے
ابھی حضرت خدیجہ نے کچھہ جواب نہ دیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ چچا کچھہ مضایقہ نہین دیکھیئے مین اسی پر سوار ہوتا ہون یہ فرما کر
جیسے ہی آپ اوس اونٹ کے پاس گئے اوسیوقت وہ اونٹ اپنا سر آپ
کے قدم مبارک پر اسطرح ملنے لگا جیسے سجدہ کرتا ہے یہ دیکھکر کچھہ عورتین
حضرت خدیجہ کے ساتھہ تھین کہنے لگین - ھذا سحر عظیم - جناب خدیجہ نے
اونکو جھڑک فرمایا یا ھذا سحر بل ہو معجزہ ادھر تو یہ باتین عورتون مین
ہو ہی رہی تھین کہ ادھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اوس اونٹ پر
سوار ہو گئے تو وہ اونٹ حضرت کی رانون مین ایسا چلنے لگا جیسے کوئی
سدھایا ہوا گھوڑا کسی شہسوار کے زانو مین چلتا ہے جناب خدیجہ کو ایک تو

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال نظر آیا اور اوسپر یہ فضل وکمال معلوم ہوئے آتش محبت اور بھی بھڑک گئی دم بدم شعلے عشق کے دماغ تک پہنچنے لگے مارے محبت کے بدن کانپنے لگا قدم تھرانے لگے رعشہ تمام جسم میں پڑگیا حیرت طاری ہوگئی اور کچھہ ایسا حال ہوگیا کہ غزل

ایسی دے عشق کی تو خدا مرے من میں آگ | لگجائے جسکے شعلے سے چرخ کہن میں آگ
صد حیف تو بھی لانہ سکی بوئے زلف یار | واللہ اے صبا ترے ایسے چلن میں آگ
بلبل ہیں شمع میں پروانہ زار ہیں | ہے یار تیرے عشق کی ہر ہر من میں آگ
راز صنم تو خلق میں اظہار کردیا | افسوس ایسے قیس کے دیوانہ پن میں آگ
یوں کب تلک جلائیگی دلکو تپ فراق | اک بار ہی لگا دے تو مرے بدن میں آگ
دل سے سنا کے وصف ذرا اپنے یار کا | شوکی لگا دے آج دل انجمن میں آگ

واضح ہو کہ یہ جو عشق حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اسکو مجازی تصور کرنا سراسر نافہمی اور باعث کم عقلی کا ہے بلکہ آپ سے عشق ہونا حاضر حقیقی تصور کرنا چاہیئے کسواسطے کہ جسکا حسن وجمال خداوند لم یزل ولایزال کو پسند آوے اور پھر وہ ذات قدسی صفات اپنی خوبی کا جلوہ دکھاوے اور اپنی دل کشی ودلکشائی کی شان آشکار اکرے تو عشق جو قوت اپنی ظاہر کرے تھوڑی ہے - بالآخر اپنے دلکو حضرت خدیجہ نے قابو میں لیا اور کہا سبحان اللہ اب مجھے اطمینان ہوگیا کہ آپکو اونٹ پر سوار ہوکر منزلیں طے کرنا آسان ہے بسم اللہ تشریف لائیے مجھے اور کچھہ بھی دریافت کرنا ہے حضرت نے اونٹ کو بٹھایا اوترے جہاں تشریف رکھتے تھے وہیں پھر رونق افروز ہوگئے اور بھی سب اپنے اپنے قرینہ سے بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہ نے آپکو سفر دور و دراز قطع کرنا ہے اور اس سفر میں اکثر بڑے

آدمیون سے ملاقات ہوگی یہ لباس جو آپ پہنے ہوئے ہین امراؤن کے قابل نہین ہے فرمایا یہی لباس میرے لیے کافی ہے اے خدیجہ - قطعہ

زیب مردونکی نہین ہوتی ہے محتاج لباس * مرد کو چاہیئے علم و ہنر و فضل و کمال
جوہر ذات وہ جوہر ہے کہ جسکی قیمت * کم نہین ہوتی کبھی اور نہین پاتا ہی زوال

نثر - حضرت خدیجہ نے پھر باصرار عرض کیا کہ مین لباس حاضر کرون قبول فرمائے فرمایا اچھا جناب خدیجہ نے میسرا کو ہاتھ سے کہکر دو جوڑے اپنے توشہ خانہ سے طلب کئے ایک تو حضرت کے قد مبارک سے لانبا اور ایک اوچھا حضرت نے قبول فرمائے جناب خدیجہ نے کہا انکو زیب قامت فرمائے دیکھ لیجئے اگر کم و بیش ہون تو اور حاضر کرون فرمایا میرے جسم پر ہر کپڑا ٹھیک ہوتا ہے بڑا ہوا ہو تو کم ہو جاتا ہے اور کم ہو تو بڑھ جاتا ہے کہنے لگین یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے مجھے پہنکر دکھائے تو یقین ہو فرمایا ان مین جو جوڑا میرے قد سے بڑا ہے وہ لاؤ یہ سنتے ہی جناب خدیجہ نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ جوڑے آپکے قد سے کم و بیش ہین فرمایا جسنے اونٹ کو میرا مطیع کر دیا اوسی نے یہی بتا دیا اب تو صاف کھل گیا کہ خدیجہ نے قصداً چھوٹے بڑے جوڑے منگوائے تھے الغرض بڑا جوڑا پیش کیا تو ٹھیک آیا پھر اسکو اوتار کر دوسرا جوڑا جو پہنا تو وہ بھی ٹھیک تھا جناب خدیجہ یہ سب ماجرا دیکھتی جاتی ہین اور ٹکٹکی لگی ہوئی ہے آخر خدیجہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ آپکے کمال کی کچھ انتہا نہین درحقیقت اور صفاتون کی طرح جامہ زیبی بھی آپ ہی پر ختم سمجھنا چاہیئے محبت کا قاعدہ ہے کہ جب جمال محبوب کا دیکھنا نصیب ہوتا ہے تو عاشق کے دلپر جو صدمہ طلب دم بدم بڑھتا جاتا ہے سیری نہین ہوتی - غزل

اشتر کھیر کیون نہ جاون بر بہاری آہ دردا ندمی کا -

لیا ہو کام ہم نے جبکہ دل سے بیقراری کا
اوٹھا دو رخ سے اب پردہ کہ ہوں مشتاق انجانان
ادا کا ناز کا انداز کا صورت ہماری کا

تیرے انداز سے دلبر لیا ہی دل تو کس کس کا
ملک کا حور کا جن کا پری کا ذات باری کا

ہمارے ہاتھ خالی اور ہے کشتی بحر عصیاں بیچ
تمہارے ہاتھ ہے لنگر ہماری شرمساری کا

جدھر کیں صرمگیں آنکھیں او سیکو ہیں او لٹ مارا
ہوا قائل یہ شوکی بھی تمہاری طرح داری کا

بعد اسکے خدیجہ نے کہا اچھا اب آپ وہ سامان جو تجارت کو جانے والا ہے ملاحظہ فرمالیجیے اور اندازہ کریجیے کہ اس اسباب و سامان کو باسانی صرف تجارت کر سکیں گے یا نہیں مقصود یہ تھا کہ اور تھوڑی دیر جمال باکمال کی زیارت ہو جاوے حضرت نے فرمایا اچھا لاؤ فہرست سامان کی منگوائی گئی اور سامان پیش کیا گیا ملاحظہ فرمایے حضرت نے ارشاد کیا یہ سامان و اسباب تو ایسا کچھہ زیادہ نہیں ہے کہ جسمیں یہ فکر کرنا پڑے کہ اسکو کس ترکیب سے فروخت کرنا ہوگا۔ اب جناب خدیجہ نے چار و ناچار اونکی بیقراری کو ضبط کیا اور کہا بسم اللہ اب آپ یہ سامان لیجئے اور سفر فرمایئے۔ القصہ حضرت نے وہ سب اسباب جناب خدیجہ کے ملازموں سے اوٹھوا کر اور جہاں تمام اہل قافلہ کا اسباب موجود تھا بھجوادیا پھر آپنے اپنے چچاؤں کے ساتھ اوسکے لینے کا ارادہ کیا اوس وقت جناب خدیجہ نے کہا جو بات صاف کر لینے کے قابل تھی وہ رہ گئی اجرت اس امانت کی کیا ہوگی حضرت نے فرمایا پہلے ہی تو تمہاری طرف سے

امین بار ہا گئے ہین جو قاعدہ مقرر ہو دیدینا کہا آپ کی شان اور اپنون کی
ہی نہین ہے فرمایا جب تمکو خود یہ خیال تو پھر مجھسے دریافت کرنے کی ضرورت
ہے جو مناسب سمجھو وہی مناسب ہے اور صاحب کیکو کیا معلوم کہ خود جناب
خدیجہ اپنے نفس نفیس کو نذر حضور کر چکی ہین اور دل و جان دین و ایمان آپ
پر نثار فرما چکی ہین ان سب گفتگو کے بعد جناب خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ
کو حضرت کی خدمت کے لیے متعین کیا اور فرمایا میسرہ آپکے قبل مال کے
امین سردار قریش ہوتے ہین خبردار انکو امین نہ سمجھنا بلکہ مال کا مالک
جاننا میسرہ نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ یہ حکم مجھے نہ دیتین تو بھی غلام
یہی سمجھتا اس لیے کہ حضرت کے جمال و کمال کو دیکھکر مجھے بھی کچھ ایسی
محبت ہو گئی ہے کہ بیان نہین کر سکتا۔ الغرض حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم جناب خدیجہ سے رخصت ہو کر دولت خانہ پر تشریف لائے ابوطالب
نے کہا یہ سبیل اچھی نکل آئی اب زیادہ تردد کی ضرورت نہوگی قرینہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ قدر کریگی اجرت اور صلہ معقول دیگی چنانچہ دوسرے
دن قافلہ کی روانگی کا دن تھا صبح کو سب اہل قافلہ اپنا اپنا اسباب
لدوانے لگے حضرت بھی تشریف فرما ہوئے اسباب تھا زیادہ آپنے
میسرہ کو تاکید فرمائی ہر چند میسرہ نے جلدی کی مگر اسباب اسقدر زیادہ تھا
کہ دیر ہوتی گئی تو خود حضرت اپنا دامان کمر بند کر اسباب لدوانے لگے
کسیقدر دھوپ گرم ہو چکی تھی حضرت عباس نے چاہا آپ پر سایہ کرین ابھی
یہ ارادہ ان کے دل مین ہی تھا کہ دیکھا ایک ٹکڑا ابر کا آفتاب پر چھا گیا اور
سایہ ہو گیا حضرت عباس خوش ہو کر بولے ایجان عم تم تو اللہ کو ایسے
عزیز ہو کہ کسیکو اپنے اوپر احسانمند نہین ہونے دیتے یقینی اللہ کا پاک

آپ کو کسیکا احسان نہین اوٹھانا تھا مین نے سایہ کرنیکا ارادہ ہی کیا تھا
کہ قدرتی سایہ ہو گیا۔ الغرض جسوقت اسباب سارے قافلہ کا لدچکا تو اہل قافلہ
روانہ ہوئے قافلہ کو پہنچانے والے ساتھ چلے بمکہ معظمہ مین ایک حد مقرر تھی
اوس حد تک سب پیادہ پا گئے وہان پہنچکر تمام پہنچانے والے رخصت ہوکر
واپس آئے اور اہل قافلہ سوار ہوکر آگے بڑھے۔ لہذا اب سفر کے حالات
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات جو کہ راستہ سفر مین پے در پے
ظاہر ہوئے ہین اور ابوجہل امین پاتا گیا ہے اسکا بیان کرامات غوثیہ شوقی
جدید جلد دو یعنی حصہ دوم مین لکھا گیا ہے ملاحظہ کیجئے فقط

فصل چہارم غزلیات و خمسہ جات مین

مرے دلکو لگی ہے تمہاری لگن یا خواجہ معین الدین چشتی
کہلاتا ہے آپکا شاہ زمن یا خواجہ معین الدین چشتی

وہی سر ہے کہ سودا ہو جسمین بھرا وہی دل ہے جو ہوکے تمہارا رہا
وہی آنکھ جو دیکھے تمہارا چمن یا خواجہ معین الدین چشتی

نہین چین مجھے آتا اکدم تیرے ہجر مین اے چشتی عقبی
کب تک مین پھرون مارا بن بن یا خواجہ معین الدین چشتی

شب ہجر ہی جائے نہ درد جگر نہ دوا ہی کرے کوئی اپنا اثر
جلا آتش عشق مین سب تن من یا خواجہ معین الدین چشتی

وہی مجھ سے دیکھے بیدم ہون تم مجھ سے ملو مین تم مین ملون
وہ پھول اوٹھے ہر عضو بدن یا خواجہ معین الدین چشتی

غزل

بے چین کر رہی ہے دلکو ادا ئے خواجہ
آنکھوں میں بس گئی ہے جب سے لقائے خواجہ

صوفی بنا کے رکھے یا رند مست کر دے
ہر حال میں ہوں راضی جو ہو رضائے خواجہ

جلوہ دکھا کے مجکو مدہوش کر دیا ہے
جان ہے نثار خواجہ سر ہے فدائے خواجہ

ہوتا ہے ذوق دونا حالت میں چشتیوں کو
جو وقت مست ہو کر کہتے ہیں ہائے خواجہ

ہر وقت دیکھتا ہوں تشبیہ کے تماشے
جب سے سما گئی ہے دل میں صفائے خواجہ

سیر کشف و معنی حاصل ہو سے خودی میں
عاشق کو وقت مستی جب ہو ضیائے خواجہ

یوسف نے بادشاہی پائی غلام ہو کر
اب ملتی ہے خدائی جو ہو گدائے خواجہ

غزل

میں ہوں مدت سے دیوانہ معین الدین چشتی کا
میں ہوں مستوں کا مستانہ معین الدین چشتی کا

مئے الفت جو پیتے ہو تو پی کر مست ہو جاؤ
یہاں جاری ہے میخانہ معین الدین چشتی کا

گدا بھی آکر پاتا ہے اس در سے شہنشاہی
وہ ہے دربار شاہانہ معین الدین چشتی کا

جو مقصد لے کے آتا ہے نہ خالی ہاتھ جاتا ہے
یہ ہے پر فیض کاشانہ معین الدین چشتی کا

وفا کو اے نگریں آ تکر کہیر دو نہ تم اتنا
یہ خادم ہے قدیمانہ معین الدین چشتی کا

غزل

تم مظہر نور خدا بخدا سلطان الہند غریب نواز
تم مقصد وجود سچا ہو شہا سلطان الہند غریب نواز

کہیں یار کو جیب چھپا کر تو دیکھو

جن کا حال بوقت جنگ کربلا

جب یہ بین تلواروں سے تھا خالی محسن   لکھا ہے کہ باقی تھا فقط چار گھڑی دن
بالائے ہوا جاتا تھا اس راہ سے اک جن   اس سانحہ کی کچھ نہ خبر تھی اوسے لیکن
سادات کا مقتل جو یکایک نظر آیا
روتا ہوا جلدی وہ زمین پر اوتر آیا

دیکھا کہ ہیں جو گرد تو لاکھوں ستم آرا   اور بیچ میں مجروح ہے اک پیاس کا مارا
جلادوں سے کرتا ہے جو پانی کا اشارا   مینہ پڑتا ہے تیروں کا بدن چور ہے سارا
پیکان گئے پیوست ہیں گردن و گلو میں
خورشید درخشاں ہے کہ ڈوبا ہے لہو میں

جن دیکھ کے یہ حال تھا مبہوت انساں   پوچھا کسی شامی سے کہ اے مرد مسلماں
یہ کون ہے مظلوم جسے کرتے ہو بیجاں   بولا وہ کہ لخت دل پیغمبر ذیشاں
زہرا کا جگر بند ہے خالق کا ولی ہے
باپ اسکا علی تھا یہ حسین ابن علی ہے

سب لوگ اسکے ہیں یہ بیدم جو پڑے ہیں   پہلے ہی آقا کی عوض ان میں لٹے ہیں
نہ غسل ہی پایا ہے نہ قبروں میں گڑے ہیں   تنہا فقط اب آپ ہی لڑنے کو کھڑے ہیں
جس دم یہ سنا تشنہ لبی ہے کئی دن کی
صدمہ ہوا ایسا کہ بنی جان پہ جن کی

پس یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ جن گھبرا گیا اور بدحواس ہو کر اپنے بادشاہ جعفر کے پاس طرف کوہ قاف کے روانہ ہوا۔ نظم

روتا وہ سوئے قاف ہوا وان سے روانہ   تھمتے نہ تھے آنسو تھا آنکھوں میں زمانہ

کہتا تھا پہاڑ اب مجھے کوہ کا جانہ   ہوجائے کہیں قتل نہ احمد کا یگانہ

فوجیں یہ وہ ہیں خوف الٰہی نہیں جن کو

اس ظلم کی دون جاکے خبر جعفر جن کو

شادی تھی کچھ اوس روز کہ تھا جشن میں جعفر   تھی بزم طرب لیٹتے تھے لعل و در و گوہر

دربار میں پہنچا یہ اوسی طرح سے کہولے سر   بولا وہ ارے خیر ہے کیا بن گئی تجھپر

مارا ہے کسی نے کہ تجھے لوٹ لیا ہے

کیوں آیا ہے فریادی یہ شکل یہ کیا ہے

رو کر وہ پکارا کہ قیامت کا ہی سامان   کیا عرض کروں جائیں اب وقت نہیں ہے

آیا ہوں اور دیکھ کے اک ظلم کا میدان   وان سید لولاک کا گھر ہوتا ہے ویران

ابر ستم اوٹھتا ہے امام ازلی پر

تلواریں برستی ہیں حسین ابن علی پر

سب مر گئے خویش و پسر و یاور و انصار   تنہا ہے کئی لاکھ میں وہ کل کا مددگار

جلدی نہ چلیگا اگر اے جعفر دیندار   ہوجائینگے وان ذبح شہ بیکس و بیار

مظلوم کو گھیرے ہوئے جلاد کھڑے ہیں

خنجر لئے بارہا ستم ایجاد کھڑے ہیں

غرض کہ جس وقت شاہ جنات نے یہ ماجرہ سنا آب دیدہ ہوکر اپنے تخت سے اوٹھ کھڑا ہوا اور بے حال ہوکر ارکین خدمت سے کہنے لگا افسوس اب بہت جلد جتنا لشکر میرا ہے تیار ہوکر آمادہ جنگ ہوا ایسا ہو کہ قیامت کے دن اوسکے نانا رسول خدا اور بابا علی مرتضی کے سامنے شرمندگی حاصل ہو یہ کہکر پہلے خود اپنے لباس شاہانہ کو تار تار کر ڈالا اور تمام جلسے کو درہم برہم کر دیا جعفر کو یہ سنکر نہ رہا ضبط کا یارا   گھبرا کے اوٹھا تخت سے اور وسکے پکارا

ہے ہے وہ حسین احمد مختار کا پیارا
ہان حکم دو تیار ہو لشکر مرا سارا
محشر مین دکھاتا ہے منہ اوسکے اب و جد کو
سب ملکے چلو سبط پیمبر کی مدد کو

جعفر نے یہ کہکر جو گریبان کو پھاڑا
سب در ہم و برہم ہوا پریون کا اکھاڑا
غل پڑ گیا یثرب کو لعینون نے اجاڑا
ہے ہے اسد حق کے مرقع کو بگاڑا
نرغہ مین ہے محسن ملک و جن و بشر کا
سر کٹتا ہے پردیس مین زہرا کے پسر کا

مقتل کو بہ تعجیل روانہ ہوا جعفر
ہمرہ لیے سب ساتھ تھا جنات کا لشکر
تھا عصر کا ہنگام کہ پہنچا وہ دلاور
سب نے کہا ٹھیرو یہی ہے مقتل سرور
سونے ہین وہ یان جنکے ہین گھر عرش برین پر
پھیلے ہین ورق مصحف زہرا کے زمین پر

فرما کے یہ بیدل ہوا وہ صاحب ایمان
پایا شرف خدمت آقائے گریبان
مجرا کیا چومے قدم سرور ذیشان
اور گرد پھرا شاہ کے با دیدۂ گریان
کی عرض یہ معنی ہین شکیبائی کے مولا
صدقے یہ غلام آپکی تنہائی کے مولا

حسرت سے جو منہ اوس کا لگے دیکھنے شبیر
کی دست ادب جوڑ کے تب اوس نے یہ تقریر
مین ہون در حبیب کا گدا یا شہ دلگیر
صدقے ہین او نہین کے ہے یہ سب عزت و توقیر
جنات یہ جب پائی ظفر شاہ ہدا نے
والد کو کیا تخت نشین شیر خدا نے

سب جن مرے بابا کے رہے تابع فرمان
حاکم یہ ہوا خواہ ہے اب یا شہ ذیشان
ایک ایک جن آقا یہ ہے سو جان سے قربان
کر دیجیے اشارہ کہ اولٹ دیں ابھی میدان

تیغین لیے مرجانے کو تیار کھڑے ہین
سب جنگ کی رخصت کی طلبگار کھڑے ہین

ہوجائے جو حکم پسر شیر الہٰی
اک آن مین بیجان ہون یہ دو لاکھ سپاہی
حضرت کو لئے جانب بطحا ہون نہین راہی
شہزادیون پر آئے نہ غربت مین تباہی

رونق ہو پہران قدمون سے کعبہ کی زمین کو
پہنچا دون مع اہل حرم قبلۂ دین کو

اسقدر درد آمیز باتین شاہ جن کی سنکر آپ نے فرمایا اے بہائی جعفر حکم الہٰی مین کیا چارہ ہے جبکہ میرے تمام خویش و اقارب و پسر و برادر اس دشت کرب و بلا مین شہید ہو چکے تو پھر یہ حسین کس منہہ سے واپس لوٹکر جائے اور مین خودکسی بات سے مجبور نہین ہون جو چاہون حکم خدا سے ہوسکتا ہے اور تم لوگ ذرا نظر انصاف پر قایم ہوکر اپنے دلو نہین غور کرو کہ انسان کی مجال ہے جنات سے مقابلہ آرائی کرے مین ہرگز اجازت نہین دونگا اور مرضی مولا پر صابر و شاکر رہونگا ہان تیری شفاعت کے لیئے ضرور اپنے جد امجد سے قیامت کے دن سفارش کر کے اپنے ساتھ جنت مین لیجاؤن گا۔ **نظم**

مولا نے بہ شفقت اوسے یہ بات سنائی
اللہ تو جعفر بن راحیل ہے بہائی
تھا جنّ مین کا ہے کو یہ تکلیف اوٹھائی
سب لٹ چکی یان تو میرے آقا کی کمائی

سر کہل گئے ماتم کی صفین بچہہ گئین گھر مین
ٹکڑے ہوئے ہفتاد و دو تن تین پہر مین

ہمدم نہین یاور نہین مین جی کے کرون کیا
عباس دلاور نہین مین جی کے کرون کیا
ہمشیر کے دلبر نہین مین جی کے کرون کیا
قاسم نہین اکبر نہین مین جی کے کرون کیا

اس غم سے بچا ہے جو کلیجہ میرا پہٹجائے

اب زیست اسی مین ہے کہ سر تیغ سے کٹ جائے

بطلے مین ہے جانے کی بہلا کونسی صورت   مقتل مین پڑی ہے مرے مان باپکی دولت
منظورِ خدا ہے کہ ہو جب میری شہادت   محبوس بلا ہون پسرِ شاہ ولایت
سب پردہ نشین ظلم سہین فوج شقی سے
چادر بہی نہ بلوے مین رہین سر پہ کسی کے

رو کر کہا جعفر نے نہ مانیگا ہوا خواہ   کفار سے لڑ نیکو رضا دیجئے للّٰہ
اشک آنکھون مین بہر کر شہ والا نے کہا واہ   منصف ہو تمہین عادل ہو تمہین اے جعفر ذیجاہ
کیونکر تجہے دون اذن دغا کرنے کا ان سے
بہائی کہین انسان بہی لڑسکتے ہین جن سے

بولا وہ لباس بشری مین نظر آئین   انسان کی طرح ان سے لڑین برچہیان کہائین
حملے کرین بڑہ بڑہ کے ہر چند زخم اوٹہائین   تلوارون سے کٹوائے گلے خون مین نہائین
ہو جائین جوان وہ بہی جو ہمراہ مُسن ہین
کیا دخل جو شامی کوئی جانے کہ یہ جن ہین

حضرت نے کہا سچ ہے یہ اے جعفرِ دیندار   لیکن مدد غیر کا مین کب ہون طلبگار
مجبور نہین کچہہ پسرِ حیدرِ کرار   خالق نے کیا ہے مجہے کونین کا مختار
ایمان بہی دیتا ہون پر و بال بہی زر بہی
ہین دست نگر جن بہی ملایک بہی بشر بہی

حاجت ہو تری کچہہ تو روا مین ابہی کر دون   دامن درِ مقصود سے خالی ہو تو بہر دون
دشمن ہو کوئی دیو تو سر کاٹکے دہر دون   ایکدم مین شکست اسکو تجہے فتح و ظفر دون
حامی ہون ترا رنج مین اندوہ مین غم مین
تلوار لئے کود پڑون بیسہ علم مین

بولا وہ کہ قربان ترے سرور عادل — بیشک یہ مین حل ہوتی ہے ہر شخص کی مشکل
ہر چند نہیں ہو مین کسی کام کے قابل — یان آکے مگر کچھ تو سعادت کرون حاصل
دشمن ہے یزید آپ پہ ظاہر ہے شر اوسکا
کہئے تو ابھی کاٹ کے لے آؤن سر اوسکا

بے دین ہے وہ اے حیدر کرار کے جانی — لازم ہے کہ ہر دو سزا ظلم کی پائے
حضرت نے کہا کٹ کے سر اوسکا اگر آئے — پھر سامنے کس کے مرا طشت مین جائے
ہو رشک کسی گوہر دندان کی لڑی سے
کھولے لب پرخون کو میرے کون چھڑی سے

گو ظلم سے اوسکے مرا گھر آج ہوا صاف — پر حشر پہ موقوف رکھا مین نے یہ انصاف
ہر حال مین کافی ہے خدا کا مجھے الطاف — اس صبر کے چرچے ہین اب تا بہ آفاق
مر جاؤن کہ لٹ جاؤن تاسف نہ کرون گا
خنجر سے گلا کٹنے پہ بھی اُف نہ کرون گا

منھ پھیر کے اور رو کے یہ کہنے لگا جعفر — صدقے ہین ترے رحم کے اے مالک کوثر
سنکر خبر تشنگی سبط پیمبر — پانی لئے آیا ہون بہت سرد و معطر
گرمی سے غش آتا ہے شہ جن و بشر کو
پی لیجئے دو گھونٹ کہ تسکین ہو جگر کو

بس پانی کا نام سنکر آپ آنکھوں مین پانی بھر لائے اور فرمایا اے جعفر اگر مجھے پانی کی چاہ ہوتی تو یہ سامنے جو پہاڑ نظر آتا ہے ایک اشارہ مین پانی پانی ہو جائے اور اگر زمین پر پانی کا نام لیکر پاؤن مار دون تو ابھی سے دریا روان ہو جائے لیکن تو ہی ذرا اپنے دل مین خیال کر کہ جب میرے ننھے ننھے بچے بغیر پانی تڑپ تڑپ کر مر گئے اور ایک قطرہ پانی اونکے گلے مین کسی نے

یہ جواب آیا تو آب یہ حسین کس طرح سے پانی پیئے اے بھائی تو جو یہ پانی بھر کے لایا ہے میرے کس کام کا ہے یہ

یہ کہہ کے لہو آنکھوں سے برسانے لگے شاہ جنات بھی تھرا گئے اس درد سے کی آہ
فرمایا کہ نہ جعفر مجھے پانی کی نہیں چاہ بچے میرے سب تشنہ دہن مر گئے واللہ
قطرہ نہ ملا جسم سے جانین نکل آئین
بن پانی نہ تڑپے کہ زبانین نکل آئین
قاسم کا وہ پیار بھی جاتا نہیں بھولا عباس کا وہ مشک اوٹھانا نہیں بھولا
اکبر کا زبان خشک دکھانا نہیں بھولا پانی کے لیئے خون میں نہانا نہیں بھولا
آنکھوں میں دم اور منھ میں انگوٹھی تھی نبی کی
جب مر گئے تب آگ بجھی تشنہ لبی کی
مرے پیرے جن غنچہ دہانوں کا یہ ہو حال پھر پانی بغیر اوسکے پیئے فاطمہ کا لال
اصغر جسے پیدا ہوئے گذرا تھا نہ اک سال جلتا ہے وہ ریتی پہ جو اہپول کی تمنا
پانی ہی کی خاطر یہ چھٹا اہل حرم سے
مارا ہی کاہل نے اوسے تیر ستم سے
یہ کہہ کے جو رویا اسد اللہ کا جانی جعفر کے کلیجہ کا لہو ہو گیا پانی
چلایا کہ افسوس کوئی بات نہ مانی ہے ہے میرے آقا یہ تیری تشنہ دہانی
روئے گا وہ جو صاحب انصاف رہیگا
ماتم تیرا اب قاف سے تا قاف رہیگا
جعفر نے یہ کہہ کے جو کی گریہ وزاری جناتوں کے نوحوں سے زمین ہل گئی ساری
شہ نے کہا وقت آیا شہادت کا ہماری اب آئیگی رونی وہ ید اللہ کی پیاری
اوٹھیگی زمین دل میرا تھراتا ہے جعفر

اب جاتو کہ خنجر لیے شمر آتا ہے جعفر

پایا نہ اگر اجر شہادت تو نہ کہا غم
موجود ہیں محشر میں شفاعت کو تری ہم
جب ماہ عزا آئے تو کیجو میرا ماتم
اور اشک فشان رہیو مری پیاس کا ہر دم

راحت کی نہ کچھہ فکر نہ آرام کی رکھنا
وان جا کے سبیلیں تو مرے نام کی رکھنا

منھہ سوے نجف کر کے یہ جعفر نے پکارا
مجبور ہے آقا یہ ہوا خواہ تمہارا
آیا تھا فدا ہونے مگر کچھہ نہیں چارا
رخصت نہ کئے دیتا ہے مجھے آپکا پیارا

حضرت پہ ہویدا ہے کہ غم کھاتا ہون مولا
مین خاک اوڑاتا ہوا اب جاتا ہون مولا

نظم دیگر

القصہ قتل گاہ پہ آیا وہ شہسوار
فرمایا ان لعینون سے اے قوم نابکار
تم مجکو جانتے ہو نواسا نبی کا ہون
زہرا کا نور عین ہون بیٹا علی کا ہون

سید کا قتل ظالمون جایز ہوا نہین
اچھا نہین تمہارے لیئے یہ بھلا نہین

عقبی خراب ہوویگی دنیا نہ پاؤگے
مجھسے اگر لڑوگے جہنم مین جاؤگے
کہنا نہ مانے سید عالم کا وہ شقی
برسائی چار سمت سے بوچھار تیر کی

جب ذوالفقار حیدری کی شاہ نے علم
انتیس سو پچاس لعین ہوگئے قلم

آئی ندا فلک سے کہ بس ہاتھ تھام لو
بچپن مین جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
یہ سنتے ہی حسین نے سر کو جھکا دیا
تیغ و سنان چلانے لگے سارے اشقیا

ستر ہزار زخم سے لگے ایک جسم پر

گھوڑے سے شاہ گر پڑے ہو کر لہو مین تر
خنجر لئے جو ہاتھ مین خولی عیان ہوا
نیت کئے نماز کی تھے شاہ کربلا
ایک روز وہ تہا کا ندھے پہ احمد کے تھے سوار
اک روز یہ ہے سینہ پہ تھا شمر نابکار
شبیر نے جو دیکھا پیمبر کو ننگے سر
فرماتے تھے نواسے کا حلقوم چوم کر
اُمت رہائی پاتی ہے قید گناہ سے
اے لعل سر کٹا دے مین قربان حلق کے
گریان حسن کھڑے تھے پریشان تھے مصطفےٰ
بالوںمین خاک ڈالتی تھی بی بی فاطمہ
تکبیر مین حسین کا کاٹا لعین نے سر
سُبحان ربی الاعلیٰ تھا شہ کی زبان پر
اندھیرا چھا زمین پہ قیامت ہوئی بپا
حور و ملک پکارتے تھے وا محمدا
محشر کے روز اوسکو بس آرام چین ہے
اب دستگیر جس کا وسیلہ حسین ہے
جب صدق دل سے دوستو یہ داستان سنو
آل نبی کے نام پہ بس فاتحہ پڑھو۔

وجہ تسمیہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

ارباب تواریخ نقل کرتے ہین کہ عداوت یزید پلید کو حضرت امام عالیمقام سے اس سبب سے تھی کہ حضرت عبد المناف کے دو لڑکے جڑے ہوئے پیدا ہوئے تھے پیشانی دونوں کی جڑی ہوئی تھی اور تمام جسم علیحدہ تھا نام اونکا ہاشم و اُمیہ تھا لوگوں نے ہر چند کوشش کی لیکن پیشانی جدا نہ ہوئی ناچار آپس مین مشورہ کرکے تلوار سے اونکی پیشانی جدا کردی اوس زمانہ مین ایک بڑے عالم تھے اونہوں نے کہا یہ تم نے

براکیا جو تلوار سے انکی پیشانی کو جدا کر دیا اب ہمیشہ انکی پشت در پشت
اولاد میں تلوار چلا کریگی - چنانچہ ہاشم اور امیہ میں بھی خوب تلوار چلی -
پھر بنی ہاشم کے گھر لڑکا پیدا ہوا نام اونکا عبد المطلب رکھا اور بنی امیہ
کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا نام اونکا حرب رکھا حضرت مطلب اور حرب میں
بھی خوب تیغ زنی ہوئی - حضرت مطلب کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا نام اون کا
ابو طالب رکھا اور ابو طالب کے گھر میں جب لڑکا پیدا ہوا نام اونکا علی
رکھا اب ابو سفیان کے گھر لڑکا پیدا ہوا نام اونکا معاویہ رکھا حضرت علی
مرتضے شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں یعنی حضرت فاطمہ زہرا کے
بطن سے دو لڑکے تولد ہوئے اور اسم گرامی اونکے حسنؑ حسینؑ رکھے
گئے اور معاویہ کے گھر ایک ناخلف پیدا ہوا نام جسکا یزید بروزن پلید
رکھا گیا پس یزید پلید نے بہ سبب اوسی عداوت کے جو الٹی چلی آتی ہے
حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ و جدال کرکے شہید کروادیا
دسویں تاریخ محرم سنہ ۶۱ ہجری یوم جمعہ بروز عاشورہ ٹھیک دوپہر ڈھلے
چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کے سن میں آپنے شہادت پائی انا للہ
وانا الیہ راجعون - عاشقان حسین اب صرف ایک سلام حضرت حسین
علیہ السلام کی تعریف میں اوس مقام کا لکھتا ہوں کہ جس وقت آپ
سامنے اون ملعونوں کے میدان کربلا میں تنہا کھڑے مرضی الہی پر راضی
تھے اور جسم مطہر آپکا تیروں کی بوچھار سے چھلنی بن رہا تھا اور آپ اپنے
خدائے پاک سے باتیں راز و نیاز کی کر رہے تھے چنانچہ کسی صاحب نے
کیا خوب فرمایا ہے - مجرا السلامیہ

اوسکو مجرا تھا جو کہتا یار آگے جو رضا — عشق میں قربان ہوں پیارے آگے جو رضا

یار سے کہتا ہون مین ہر بار آگے جو رضا
آبرو رکہیو مری اے یار آگے جو رضا

یہ نہین کہتا کہ مجکو عرش کا چالاک کر
یہ نہین کہتا کہ مجکو حاکم افلاک کر
اپنے دامن سے لگا اپنی گلی کی خاک کر
مین یہی کہتا ہون کہ اے دلدار آگے جو رضا

یہ نہین کہتا کہ ابن حیدر کرار ہون
یہ نہین کہتا کہ سبط احمد مختار ہون
عشق مین تیرے غریب بیکس و بیمار ہون
ہے میرا ہر دم یہی اقرار آگے جو رضا

جب محمد مصطفےٰ کو پیار سے دیکھا ذرا
ہان وہین لب ناز سے دندان شہید اونکا ہوا
جیسا دامان گریبان اونکا لہو مین بہرا
کر مجھے بھی ویسا ہی گلزار آگے جو رضا

جسگھڑی تیغ ادا سر پر علی کے چل گئی
اور اوس عاشق کی صورت سے لہو بہر گئی
عشق مین جو تو نے اپنی سرخ روئی اسکو دی
مین بھی ہون اوسکا ہی ورثہ دار آگے جو رضا

حضرت ایوب پر جب پیار کی آئی نگاہ
پڑ گئے کیڑے بدن مین اونکے سرخ اور سیاہ
جسطرح دی تو نے ہان اپنے اوس صابر کو جاہ
ہے وہی صبر اب مجھے درکار آگے جو رضا

حضرت یحییٰ پہ جو کچھ ناز نے تیرے کیا
بیکس و مظلوم بے گھر کرکے اونکا جی لیا
بیکسی و مظلومیت کا جو مزا اونکو دیا
ہے وہی لذت مجھے درکار آگے جو رضا

ہود کو ٹکڑے کیا جس تیغ جوہر دار سے
اور کیا داود بسمل ناز سے انداز سے
زکریا چیرا گیا جس ارۂ خمدار سے
ہو وسے اوسکا یہی مجھ پر وار آگے جو رضا

اس گھڑی دہشت ہے جو مجکو حضرت اسمٰعیل کی
یعنی وہ لذت چہری کی اونکے دہنے کو ملی
گر اوسی صورت سے میری آج قربانی ہوئی
تو میرا کیا بس ہے تو مختار آگے جو رضا

مین ترے قربان گیا اے بادشاہ شاہان
غمگسار بیکسان حاجت روائے عاشقان
بیکس و مظلوم بے گھر ہو کے آیا ہون یہان
رکہیو تو پردہ میرا اے یار آگے جو رضا

ہوتا ہے اب کا دم میرا آج گو دم بھر کے بیچ
پر یہی ہے آرزو جان غم پرور کے بیچ
تیغ کے جوہر مین یا ہی آئینہ خنجر کے بیچ
اک نظر دیکھون تیرا دیدار آگے جو رضا

اس قدر اپنی لگا دے اب تو میرے دل کو حیا
جو نظر آوے تو ہی آوے سے لیکر تا بہ ماہ

جس طرف کو آنکھ جھپکے تیری برق نگاہ
سر جھکا دوں واں میں سو سو بار آگے جو رضا

میں تیرے قربان گیا اے بادشاہ بحر و بر
آگئی ہے ناو میری کنارے سے ادہر

اب تو ٹک بحر رسل موج کرم کو حکم کر
دم میں ہوتا ہے یہ بیڑا پار آگے جو رضا

ہر طرف نا روادا کی اب تو گھیرا آگیا ہے
جس طرف کو دیکھتا ہوں خنجر و شمشیر ہے

قتل میں مجھ ناتوان کے اب بھلا کیا دیر ہے
اب تو سب سامان ہے تیار آگے جو رضا

کہکے جب یہ عاشق اللہ سجدے میں گیا
شوق کے عالم میں کیا کیا تا اٹھا دست و پا

اے خلیق اوسکے گلے پر گو کہ خنجر چلتا تھا
پر زبان پر تھی یہی تکرار آگے جو رضا

تمام شد

سنہ ۱۹۲۳ع

1920

یہ رباعی سن ولادت و مدت عمر و وفات شریف حضرت خواجہ بزرگ کی مشہور ہے

رباعی

ولادت عاشق نوسال عمرش — بود در و اسپ لے ہند اشکارا
وفاتش آفتاب ملک ہند ست — ز ابجد کن شمار این را خدارا

دعائیہ

الٰہی عاصیا استغفر اللہ — تو ہی فریاد رس الحمد اللہ
تری درگاہ میں اے ذات باری — بدل میری یہی ہے خواستگاری
جو چاہے کر تدارک جان کی ساتھ — اوٹھانا پر ہمین ایمان کے ساتھ
الٰہی رونق اسلام کر دے — مسلمانوں کو زر ایمان کا دے
الٰہی دور کر دشمن سے کینہ — جو نابینا ہیں کر دے اونکو بینا
الٰہی کر تو اپنی مہربانی — تصدق سے نبی کے بے سے بانی
الٰہی مر کے جب ہم قبر میں جائیں — نکریں آنکر اصلا نہ ترسائیں
الٰہی ہو نہ اون سے جدا ور کہ — جوابوں سے سوال اونکا کروں رد
الٰہی ہائیں جب حضرت کی تصویر — مرے منہ سے ہو جاری بس یہ تقریر
یہ ہے ہادی یہ ہے رہبر ہمارا — محمد ہے میرے خالق کا پیارا
بروز حشر کے حضرت پیمبر — پلائیں سبکو بھر بھر جام کوثر
تمرینہ و خاتمہ ہے یہ دعا کا — پڑہ ہو کلمہ محمد مصطفےٰ کا

المرقوم محمد حبیب علی خان صاحب المعروف حضرت مولانا کلن شاہ صاحب مولود خوان جے پوری المتخلص شوکی لقب عطیہ مولانا خلیفہ محمد افتخار عالم شاہ

رباعی

جس وقت قضا قبر مین پہنچاتی ہے — یہ روح کہین اور ہوا کہاتی ہے
ہو جاتے ہین ارکان عناصر بیکار — ترکیب رباعی کی بگڑ جاتی ہے

فقط

ختم شد

نقشہ درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اجمیر شریف
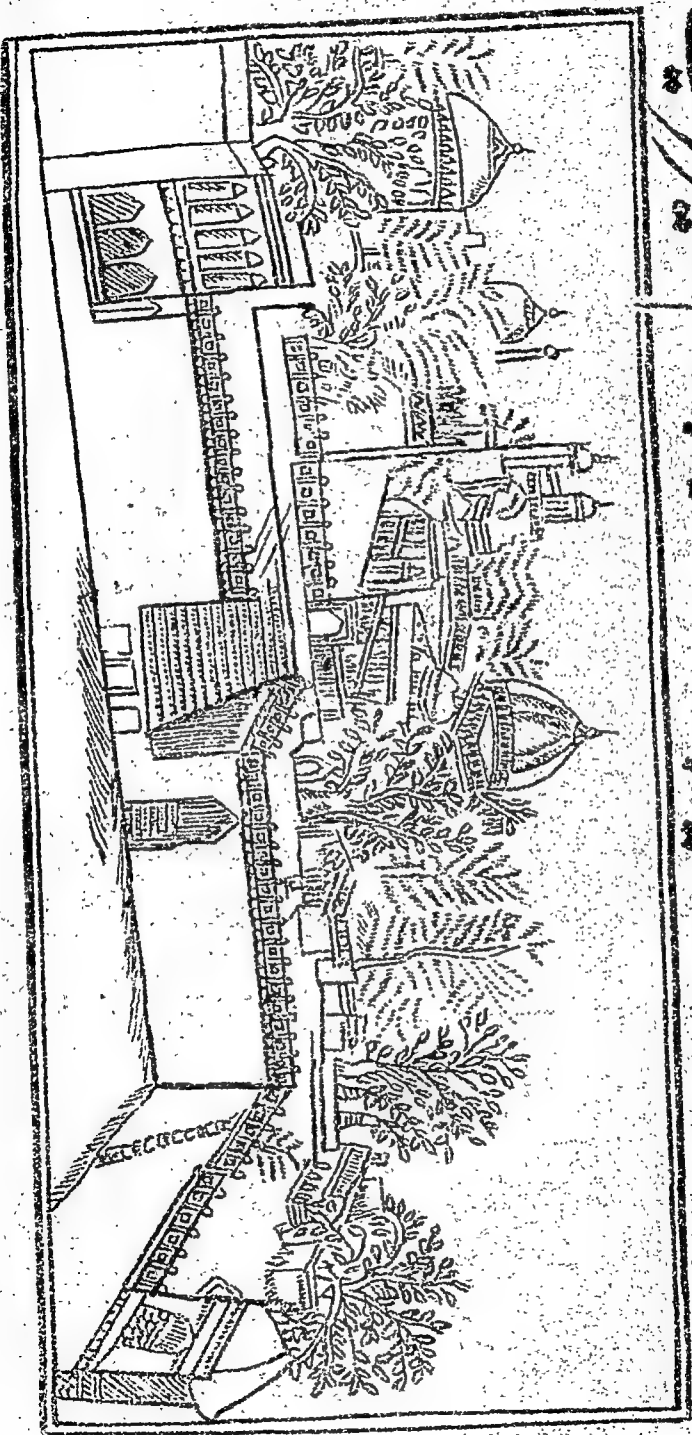
مجلس خانہ

درگاہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے دوسرے حصے میں یہ ایک نہایت وسیع اور عظیم الشان عمارت ہے جسمیں بڑے بڑے بلوری جھاڑ لٹکے ہوئے ہیں جو معمولی دنوں میں غلافوں سے ڈھکے رہتے ہیں لیکن ایام عرس میں کھولے اور روشن کئے جاتے ہیں اور محفل خانہ میں قوالی کی مجلسیں نہایت دھوم دھام سے منعقد ہوتی ہیں اسکے آگے ایک دروازہ ہے جو جنتی دروازہ کہلاتا ہے۔ اسی کے پہلو میں ایک پیش دالان ہے جسکے سامنے ایک مربع حوض بنا ہوا ہے اسکے شرقی حصے میں سنگ مرمر کا ایک چبوترہ ہے جسپر شاہ نصیر الدین کا مزار ہے۔ اوسی کے پاس مولانا کوثری کا مزار شریف بھی ہے یہ محفل خانہ (مجلس خانہ بھی کہتے ہیں) میر حفیظ علی مرحوم متولی آستانہ شریف کے اہتمام سے سنہ ۱۲۷۷ھ میں تعمیر ہوا ہے جسپر تخمیناً چھ ہزار روپیہ لاگت آئی ہے۔

غزل

رقم تعریف ہو کیسے تیری محفل کی اے خواجہ
نہ طاقت ہے قلم میں اور نہ ہمت لکھنے کی اے خواجہ

تیری محفل کے نغموں سے کھلی ہر دل کی کلی ہے
رہیں محفل میں برپا آپ تیری آج تو اسکی اے خواجہ

عظیم الشان ہے تو اور تیری مجلس بھی اعلیٰ ہے
اسی پر جلوہ گر شان شہا ہے تیری محفل کی اے خواجہ

تیری محفل کی فانوس لٹکے دیکھو کیا ہے جشان
مثال طور روشن ہے شمع محفل کی اے خواجہ

تمنا کچھ نہیں گوہر فقط اک آرزو یہ ہے
میسر یہ ہو مجھکو تیری محفل کی اے خواجہ

نقشہ مجلس خانہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اجمیر شریف

درگاہ بازار

جہاں اب درگاہ بازار بنا ہوا ہے یہاں عہد اکبری میں مینا بازار لگایا جاتا تھا جس میں بیگمات اور شہزادیاں سودا خریدتی تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی بنیاد عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ۹۷۸ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اسمیں دو رویہ پختہ لداؤ کی دوکانیں ہیں کپتان رٹن صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر نے بازار کی دوکانوں پر برآمدے اور کمرے بنوادئے ہیں جس سے بازار کی شان دوبالا ہوگئی ہے پہلے ان دوکانوں کے دروں میں ہوکر دولتخانہ شاہی تک راستہ تھا جب بیگمات شاہی زیارت کے لئے آتیں تو دوکانوں میں پردے ڈالکر دوکاندار باہر چلے آتے اور بیگمات اندر ہی اندر پیادہ پا چلی آتیں۔ اور اسی طرح واپس چلی جاتی ہیں۔

غزل

کسقدر فرحت فزا بازار ہے درگاہ کا — روح پرور دل کشا بازار ہے درگاہ کا

سینکڑوں یوسف نظر آتے ہیں سودائی یہاں — مصر کا بازار کیا بازار ہے درگاہ کا

یہ کشاکش خلق کی یہ بھیڑ اور ایسا ہجوم — عرصہ محشر ہے یا بازار ہے درگاہ کا

جتنی دوکانیں ہیں سب روشن ہیں مانند گہر — حور کی زلف رسا بازار ہے درگاہ کا

جسقدر بازار ہیں سب میں یہی ہے شاندار — خوش بناؤ خوش نما بازار ہے درگاہ کا

نقشہ بازار پیش درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ بمقام اجمیر شریف

تالاب آناساگر
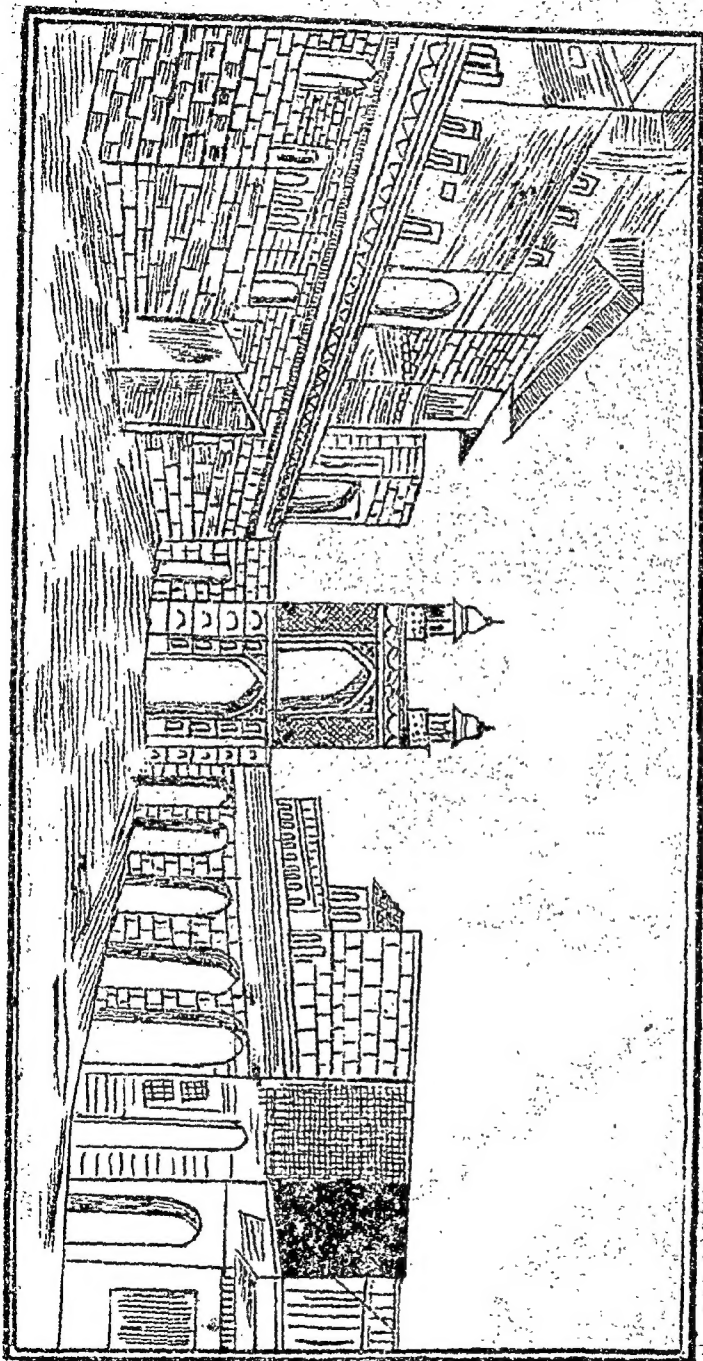
اس تالاب کا بند آنا دیو نے بندھوایا تھا اور اسے اپنے نام سے نامزد کیا
تھا۔ اسکی تعمیر کو تقریباً آٹھ سو برس کا زمانہ منقضی ہوچکا ہے۔ موسم بارش میں
اس کا دور چھ میل سے زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس کا طول چھ سو گز اور عرض سو گز
ہے اسکے مشرقی اور جنوبی کناروں پر بہت عمدہ گھاٹ اور باغ بنے
ہوئے ہیں جو سمت ۱۰۵۰ ہجری میں بزمانہ محمد بنوائے گئے۔ لب تالاب دو بارہ
دریاں سنگ مرمر کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہیں جن میں سیاح بیٹھکر
تالاب کی سیر کرتے ہیں یہ بارہ دریاں بھی زمانہ شاہی کی بنی ہوئی معلوم
ہوتی ہیں لیکن کوئی کتبہ ان پر کندہ نہیں ہے۔
دولت باغ آناساگر کے بالکل پہلو پر نہایت سبز
اور پر فضا مقام ہے۔

نقشہ تالاب آنا
بمقام اجمیر شریف
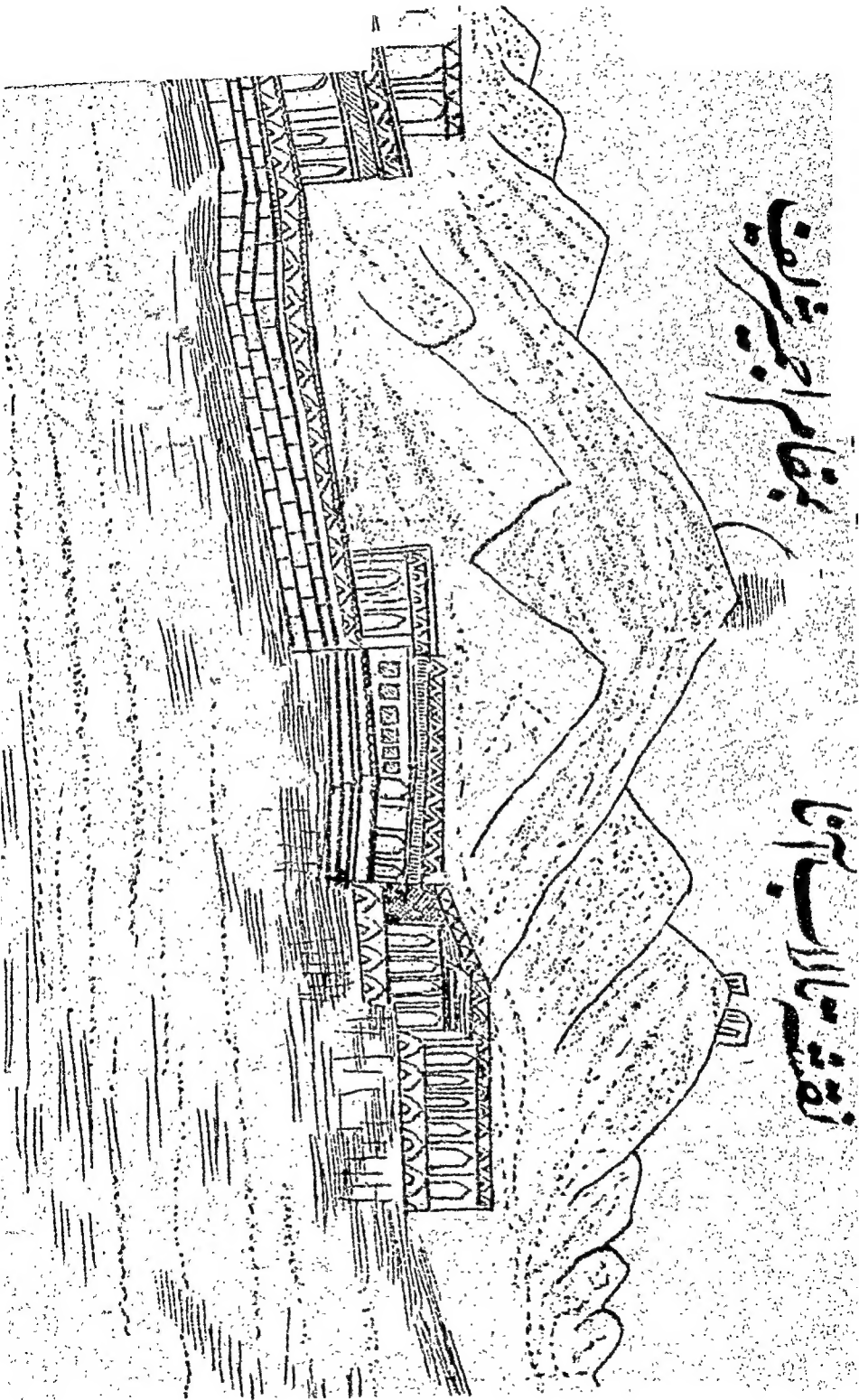
اشتہار
ہمارے پریس میں ہر قسم کی اردو ہندی انگریزی چھپائی
عمدہ و بکفایت ہوتی ہے اور وعدہ پر کام تیار کرکے دیا جاتا ہے
اور نیز ہمارے یہاں ہر قسم کی کتابیں اردو۔ ہندی۔ فارسی
نہایت ارزاں قیمت پر ملتی ہیں۔
اور قرآن شریف ہر قسم کے برائے ہدیہ موجود ہیں۔
المشتہر
کنہیا لال اینڈ سنس جوہری
بازار آگرہ